Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم   نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیم   وَعَلٰی عَبدِ ہِ الْمَسِیحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 60

شمارہ 20

ہفت روزہ

بدر قادیان

The Weekly
BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

15 جمادی ثانی 1432 ہجری قمری ۔ 19 ہجرت 1390 ہش ۔ 19 رمئی 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیرو عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

شفیع کا لفظ شفع سے نکلا ہے جس کے معنے جفت کے ہیں۔ اِس لئے شفیع وہ ہوسکتا ہے جو دو مقامات کا مظہر اتم ہو۔ یعنی مظہر کامل لاہوت اور ناسوت کا ہو سچا شفیع اور کامل شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے قوم کو بت پرستی اور ہر قسم کے فسق وفجور کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے نکال کر اعلیٰ درجہ کی قوم بنادیا

..............ارشاد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام..............

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

شفیع کا لفظ شفع سے نکلا ہے جس کے معنے جفت کے ہیں۔ اِس لئے شفیع وہ ہوسکتا ہے جو دو مقامات کا مظہر اتم ہو۔ یعنی مظہر کامل لاہوت اور ناسوت کا ہو۔ لاہوتی مقام کا مظہر کامل ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کا خدا کی طرف صعود ہو وہ خدا سے حاصل کرے اور ناسوتی مقام کے مظہر کا یہ مفہوم ہے کہ مخلوق کی طرف اس کا نزول ہو جو خدا سے حاصل کرے۔ وہ مخلوق کو پہنچادے۔ اور مظہر کامل ان مقامات کا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ (سورۃ النجم ۹۔۱۰)

ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدون کامل حصہ مقام لاہوت کا کسی نبی میں نہیں آیا۔ اور ناسوتی حصّہ چاہتا ہے بشری لوازم کو ساتھ رکھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہ ساری باتیں پوری پائی جاتی ہیں۔ آپ نے شادیاں بھی کیں۔ بچے بھی ہوئے دوستوں کا زمرہ بھی تھا۔ فتوحات کر کے اختیاری قوتوں کے ہوتے ہوئے انتقام چھوڑ کر رحم کر کے بھی دکھایا۔ جب تک انسان کے پیرایہ پورے نہ ہوں وہ پوری ہمدردی نہیں کرسکتا۔ اس حصہ اخلاق فاضلہ میں وہ نامکمل رہے گا۔ مثلاً جس نے شادی ہی نہیں کی وہ بیوی اور بچوں کے حقوق کی کیا قدر کرسکتا ہے۔ اور ان پر اپنی شفقت اور ہمدردی کا کیا نمونہ دکھا سکتا ہے رہبانیت ہمدردی کو دور کر دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام میں رہبانیت کو نہیں رکھا۔

غرض کامل شفیع وہی ہوسکتا ہے جس میں یہ دونوں حصّے کامل طور پر پائے جائیں۔ چونکہ یہ ایک ضروری امر تھا کہ شفیع ان دونوں مقامات کا مظہر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے ہی اس سلسلہ کا ظل قایم رکھا۔ یعنی آدم علیہ السلام کو جب پیدا کیا تو لاہوتی حصہ تو اس میں یوں رکھ دیا جب کہا فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سَاجِدِیْنَ اور ناسوتی حصہ یوں رکھا کہ حوّا کو اُس سے پیدا کیا۔ یعنی جب روح پھونکی تو ایک جوڑ آدم کا خدا تعالیٰ سے قائم ہوا اور جب حوّا نکالی تو دوسرا جوڑ مخلوق کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ناسوتی ہوگیا۔ پس جب تک یہ دونوں حصے کامل طور پر کامل انسان میں نہ پائے جاویں وہ شفیع نہیں ہوسکتا۔ جیسے آدم کی پسلی سے حوّا نکلی اسی طرح پر کامل انسان کی پسلی سے مخلوق نکلتی ہے۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۸ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۔۶)

حقیقی اور سچی بات یہ ہے جو میں نے پہلے بھی بیان کی تھی کہ شفیع کے لئے ضروری ہے کہ اوّل خدا تعالیٰ سے تعلق کامل ہوتا کہ وہ خدا سے فیض کو حاصل کرے اور پھر مخلوق سے شدید تعلق ہوتا کہ وہ فیض اور خیر جو وہ خدا سے حاصل کرتا ہے مخلوق کو پہنچادے جب تک یہ دونوں تعلق شدید نہ ہوں شفیع نہیں ہوسکتا۔ پھر اسی مسئلہ پر تیسری بحث قابل غور یہ ہے کہ جب تک نمونے نہ دکھے جائیں کوئی مفید نتیجہ نہیں نکل سکتا اور ساری بحثیں فرضی ہیں مسیح کے نمونہ کو دیکھ لو کہ چند حواریوں کو بھی درست نہ کر سکے ہمیشہ ان کو سست اعتقاد کہتے رہے بلکہ بعض کو شیطان بھی کہا اور انجیل کی رو سے کوئی نمونہ کامل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بالمقابل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسم کامل نمونہ ہیں کہ کیسے روحانی اور جسمانی طور پر انہوں نے عذاب الیم سے چھوڑایا اور گناہ کی زندگی سے ان کو نکالا کہ عالم ہی پلٹ دیا ایسا ہی حضرت موسیٰ کی شفاعت سے بھی فائدہ پہنچا۔ عیسائی جو مسیح کو مثیل موسیٰ قرار دیتے ہیں تو یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ موسیٰ کی طرح انہوں نے گناہ سے قوم کو بچایا ہو بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح کے بعد قوم کی حالت بہت ہی بگڑ گئی۔ اور اب بھی اگر کسی کو شک ہو تو لنڈن یا یورپ کے دوسرے شہروں میں جا کر دیکھ لے کہ آیا گناہ سے چھڑا دیا ہے یا پھنسا دیا ہے پس عیسائیوں کا یہ کہنا کہ مسیح چھوڑانے کے لئے آیا تھا۔ ایک خیالی بات ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے بعد قوم کی حالت بہت بگڑ گئی اور روحانیت سے بالکل دور جا پڑی۔

ہاں سچا شفیع اور کامل شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے قوم کو بت پرستی اور ہر قسم کے فسق وفجور کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے نکال کر اعلیٰ درجہ کی قوم بنادیا اور پھر اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں آپؐ کی پاکیزگی اور صداقت کے ثبوت کے لئے اللہ تعالیٰ نمونہ بھیج دیتا ہے۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۴۔۵)

مامور من اللہ کی دعاؤں کا کل جہان پر اثر ہوتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا ایک باریک قانون ہے جس کو ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا۔ جن لوگوں نے شفیع کے مسئلہ سے انکار کیا ہے انہوں نے سخت غلطی کھائی ہے شفیع کو قانون قدرت چاہتا ہے اس کو ایک تعلق شدید خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے اور دوسرا مخلوق سے۔ مخلوق کی ہمدردی اس میں اس قدر ہوتی ہے کہ یوں کہنا چاہئے کہ اس کے قلب کی بناوٹ ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ہمدردی کے لئے جلد متاثر ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ خدا سے لیتا ہے اور اپنی عقد ہمت اور توجہ سے مخلوق کو پہنچاتا ہے اور اپنا اثر اس پر ڈالتا ہے اور یہی شفاعت ہے۔ انسان کی دعا اور توجہ کے ساتھ مصیبت کا رفع ہونا یا معصیت اور ذنوب کا کم ہونا یہ سب شفاعت کے نیچے ہے توجہ سب پر اثر کرتی ہے خواہ مامور کو اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کا نام اور (پتا) بھی یاد ہو نہ ہو۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۴؍ مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۶)

مذہبی مسائل میں سے نجات اور شفاعت کا مسئلہ ایک ایسا عظیم الشان اور مدار المہام مسئلہ ہے کہ مذہبی پابندی کے تمام اغراض اُسی پر جا کر ختم ہو جاتے ہیں اور کسی مذہب کے صدق اور سچائی کے پرکھنے کے لئے وہی ایک ایسا صاف اور کھلا کھلا نشان ہے جس کے ذریعہ سے پوری تسلی اور اطمینان سے معلوم ہوسکتا ہے کہ فلاں مذہب درحقیقت سچا اور منجانب اللہ ہے اور یہ بات بالکل راست اور درست ہے کہ جس مذہب نے اس مسئلہ کو صحیح طور پر بیان نہیں کیا یا اپنے فرقہ میں نجات یافتہ لوگوں کے موجودہ نمونے کھلے کھلے امتیاز کے ساتھ دکھلا نہیں سکا اُس مذہب کے باطل ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں (ریویو آف ریلیجنز جلد ۱ نمبر ۵ صفحہ ۱۷۵)

120 واں جلسہ سالانہ قادیان 26-27-28 دسمبر 2011 بروز سوموار، منگلوار، بدھوار

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 120 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2011ء کی ازراہ شفقت منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلسہ مورخہ 26-27-28 دسمبر بروز سوموار۔ منگلوار اور بدھوار منعقد ہوگا۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس للٰہی اور بابرکت جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کردیں۔ احباب جماعت بالخصوص زیر تبلیغ افراد کو اس جلسہ میں شرکت کی تحریک کرتے رہیں۔ تا زیادہ سے زیادہ تعداد میں احباب اس جلسہ میں شرکت فرمائیں۔ نیز جلسہ سالانہ کی نمایاں کامیابی اور ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ضرورت نبوت

(قسط: دوئم۔آخری)

قارئین! گزشتہ قسط میں اس بات کا ذکر ہو چکا ہے کہ مذاہب کی تاریخ میں قوموں پر ایسا زمانہ بھی آتا ہے کہ نبی کے ماننے والے یہ عقیدہ بنا لیتے ہیں کہ اُن کے نبی کے بعد اب مزید نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی اور خدا تعالیٰ نے الہام وکلام کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کی طرح بد قسمتی سے مسلمانوں میں بھی اکثریت کا یہ عقیدہ بن چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظلی نبی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نبوت کی ضرورت کو مانتے ہیں مگر آپؐ کے بعد اس کی ضرورت کا انکار کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو بجائے اپنی کوئی بات کہنے کے قرآن مجید کی آیات کی طرف توجہ دلانا مناسب ہے تاکہ حقیقت ظاہر ہو اور اس بات کا پتہ چلے کہ نبوت کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟ قرآن مجید پر غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نبی کے ظہور کی متعدد وجوہات ہوتی ہیں جن میں سے سب سے اوّل خدا تعالیٰ کی توحید کا قیام ہے اللہ تعالیٰ خود بیان فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ۔ (النحل ۱۶ آیت ۳۷)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے اجتناب کرو۔

اس آیت سے عیاں ہے کہ نبی کا بنیادی کام اور اہم ضرورت توحید قائم کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا کارنامہ یہی تھا کہ آپؐ نے گمشدہ توحید کو دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اور اُس کی حقیقت دلوں میں قائم کر دی تھی۔ آپؐ کے وقت میں دنیا کی حالت کا نقشہ قرآن مجید نے یوں بیان فرمایا کہ ظهر الفساد فی البرو البحر یعنی خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو رہا تھا۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ فرماتے ہیں ضلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی"۔

ایسے حالات میں آپؐ نے توحید کو نہ صرف قائم کیا بلکہ دنیا میں اس کی حقیقت ظاہر و باہر کی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی توحید کے اعتقاد کو از سر نو تازہ کرنے کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ کیا اُس خالص توحید سے جو آنحضرتؐ نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی مسلمان صحیح رنگ میں حصہ پا رہے ہیں۔؟ غیر مسلموں کا تصور توحید تو اپنی ذات میں ہی کئی مفاسد لئے ہوئے ہے خود موجودہ مسلمانوں نے صحیح توحید کے ہوتے ہوئے بھی اللہ جل شانہ کی نسبت اس کی ذات وصفات میں کئی غلط عقائد شامل کر لئے ہیں اور اس طرح حقیقی توحید سے دور ہو گئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اسی غرض سے آنے والے موعود مہدی و مسیح علیہ السلام کی خبر دی تھی اور اُس کی ایک علامت یہ بیان کی تھی کہ یکسر الصلیب (بخاری شریف) یعنی وہ صلیب کو توڑے گا۔ یعنی اُس کے وقت صلیبی عقائد اور صلیب پرستوں کا زور ہوگا اور وہ موعود مسیح صلیبی عقائد کو توڑ کر اُس کے بدلہ میں حقیقی توحید کا از سر نو قیام فرمائے گا چنانچہ صلیبی عقائد کی شدت کا عالم یہ ہے کہ ان دنوں مسلمان کہلانے والے بھی صلیبی عقائد کی ہاں میں ہاں ملا کر حیات مسیح کے عقیدہ کے قائل ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسم عنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ پس اس تمام بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ضرورت نبوت باقی ہے۔

نبی کے آنے کی دوسری ضرورت یہ ہوتی ہے کہ اُس کے ذریعہ اختلافات مذہبی کا فیصلہ ہوتا ہے۔ نبی کا کلام ایک قطعی اور یقینی فیصلہ ہوتا ہے۔ اور یہ بات از حد ضروری ہے کہ مذہبی اختلافات کا فیصلہ محکم اصولوں کی بنا پر ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبیوں کی ایک ضرورت یہ بیان فرمائی ہے کہ

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ص وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا م بَيْنَهُمْ ج (سورة البقره ۲۱۴)

ترجمہ: تمام انسان ایک ہی امت تھے پس اللہ نے نبی مبعوث کئے اس حال میں کہ وہ بشارت دینے والے تھے اور انذار کرنے والے تھے۔ اور ان کے ساتھ حق پر مبنی کتاب بھی نازل کی تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان امور میں فیصلہ کرے جن میں انہوں نے اختلاف کیا۔ اور اس (کتاب) میں اختلاف نہیں کیا مگر باہم بغاوت کی بنا پر انہی لوگوں نے جنہیں وہ دی گئی تھی، بعد اس کے کہ کھلی کھلی نشانیاں اُن کے پاس آ چکی تھیں۔

اس آیت سے یہ امر واضح ہے کہ نبی لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کرنے کیلئے آتے ہیں۔ کیا اب کوئی مسلمان یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اُمت محمدیہؐ کے قائم ہونے کے بعد ان میں اختلافات کا ظہور نہیں ہوا؟ اور اب کسی قسم کے اختلاف کیلئے فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے؟ خصوصاً جبکہ خود سرور کائنات فخر موجودات نے یہ خبر دی ہو کہ میری اُمت کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے کلهم فی النار الا واحدة یعنی سب کے سب آگ میں ہوں گے سوائے ایک فرقے کے۔ پس نبوت کی ضرورت باقی ہے۔ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بطور پیشگوئی بیان فرمایا تھا کہ جب آنے والے موعود مسیح و مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو اُس کی ایک علامت حکم وعدل کی ہوگی۔ یعنی اس وقت اختلافات بکثرت ہوں گے لہٰذا اختلافات کو دور کرنے والا ایک حکم و عدل ظاہر ہوگا۔ نبوت کے جاری رہنے کی تیسری ضرورت یعلمهم الکتب کے اندر بیان فرمائی گئی ہے۔ یعنی انبیاء کی بعثت کی ضرورت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی کتاب کی تعلیم دیں اور لوگوں کو اُس کے اسرار و رموز سے واقف کرائیں۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب کی چابی اور کلید صرف اور صرف پاکیزہ نفوس کو عطا کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا یمسه الا المطهرون۔ ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ الٰہی کتاب کے ہوتے ہوئے بھی ایک آسمانی معلم کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ اور یہ کام نبی ہی کرتے ہیں۔

یہاں اس بات کا بھی مختصر ذکر کر دینا ضروری ہے کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ تعلیم شریعت کے لئے نئی کتاب لانا ضروری ہے۔ یعنی ہر نبی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ ایک نئی شریعت لاتا ہے حالانکہ یہ بات قرآن مجید سے ہی غلط ثابت ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا۔ (المائدہ: ۴۵/۵)

ترجمہ: یقیناً ہم نے توراۃ اتاری اُس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔ اس سے انبیاء جنہوں نے اپنے آپ کو (کلمۃ اللہ کے) فرمانبردار بنا دیا تھا۔ یہود کے لئے فیصلہ کرتے تھے۔

اس آیت سے عیاں ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی لائی ہوئی شریعت یعنی توراۃ کے مطابق انبیاء فیصلہ کیا کرتے تھے نہ کہ اپنی کوئی اور شریعت لاتے تھے۔ پس یہ بات واضح ہے کہ تعلیم کتاب ہر زمانہ میں ضروری ہے مگر شریعت جدیدہ کا لانا ہر ایک نبی کیلئے ضروری نہیں ہے۔ تعلیم کتاب کی ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من القران الا رسمه (حدیث مشکوٰۃ) کہ ایک وقت اسلام صرف نام کا ہوگا اور قرآن مجید کے صرف الفاظ رہ جائیں گے اور وہ بطور رسم کے ہوگا۔ ایسے نازک وقت میں کیا ہوگا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ

لو کان الایمان معلقًا عند الثریا لنا له رَجُلٌ اَوْرِجَالٌ من هؤلاء (بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ) کہ ایک فارسی الاصل ایمان کو دوبارہ لائے گا اگرچہ کہ وہ ثریا ستارے پر ہی کیوں نہ چلا جائے۔

پس ان تمام امور کے ہوتے ہوئے کیا اب بھی ثابت نہیں ہوتا کہ نبوت جاری رہنا ضروری ہے۔

قارئین! نبوت کے جاری رہنے کی بہت سی وجوہات قرآن مجید سے بیان کی جا سکتی ہیں اور وہ تمام کی تمام آج بھی پائی جاتی ہیں مثلاً۔ تزکیہ نفوس کرنا، حیات روحانی کا پیدا ہونا، علماء زمانہ کی غلط باتوں اور غلط استدلال کا ازالہ وغیرہ کئی ایک امور ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ نبی کا آنا ضروری ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آخری زمانہ کے فتنہ و فساد اور ظلمت و تاریکی کے دور کرنے کیلئے آنے والے مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا ہے (مسلم شریف) اور نہ صرف ایک بار بلکہ چار بار اُسے نبی کے لقب سے سرفراز کیا ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ ضرورت نبوت باقی ہے۔

یہاں اس بات کو بتانا بھی ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جہاں دیگر انعامات و اکرام اور فیوض و برکات سے سرفراز فرمایا ہے وہاں آپؐ کی ایک خصوصیت خاتم النبیّن بھی ہے۔ یعنی آپ تمام انبیاء کے خاتم ہیں دیگر مسلمان اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ آپؐ سلسلہ نبوت بند کرنے والے ہیں۔ آپؐ نے نبوت ختم کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ان معنوں میں آخری نبی ہیں کہ اب اسلام کے علاوہ سلسلہ نبوت کہیں جاری نہیں ہے اور اب لوگوں کی روحانی سیرابی کا سامان تا قیامت قرآن مجید ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اب آنحضرتؐ کے فیض اور آپ کی برکات روحانیہ سے کوئی آپؐ کا ظل اور بروز نبی ظاہر نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید خود اس طرف اشارہ فرماتا ہے کہ آپؐ کی پیروی کے نتیجہ میں سلسلہ نبوت جاری رہتا ہے اور ظلی نبی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ۔ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا۔ (النساء آیت ۷۰۔۷۱)

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے اور اللہ صاحب علم ہونے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرے وہ نبوت کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ درجہ اللہ اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت سے وابستہ ہے اس سے باہر نکل کر کوئی شخص

(باقی صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کو ایک تو اپنے دینی علم میں اضافے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کو پتہ ہونا چاہئے مَیں کیا ہوں؟ کون ہوں اور کیوں ہوں؟ دوسرے سب سے بڑھ کر یہ کہ ایمان کی سلامتی کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے کہ اس کے فضل کے بغیر کوئی بھی کام نہیں ہو سکتا۔

چاہے پاکستان کے طاقتور ہوں یا انڈونیشیا کے یا بنگلہ دیش کے یا کسی عرب ملک کے یا کسی بھی ملک کے، وہ سب طاقتوں اور قدرتوں والے خدا کے سامنے کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے جس کے علم نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ اللہ والے ہی غالب آیا کرتے ہیں۔

یہ ایسی نہ تبدیل ہونے والی سنّت ہے جس نے پہلے بھی دشمن کے بد انجام کے نمونے دکھائے اور آج بھی دشمن کے بد انجام کے نمونے دکھا رہی ہے اور دکھائے گی۔

دنیا کے حالات جس تیزی سے بدل رہے ہیں اور کروٹ لے رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ احمدیت کے حق میں عظیم نظارے دکھانے والے بننے والے ہیں۔

مکرم تراری مرزوکی صاحب المعروف امام ادریس آف مراکش کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 04/مارچ 2011ء بمطابق 04/امان 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۔وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۔فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۔فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۔وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۔ اَوَلَمْ يَسِيْرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ۔ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا (فاطر:44-45)

اِن آیات کا ترجمہ ہے کہ زمین میں تکبر کرنا چاہتے تھے اور بُرے مکر کرنا چاہتے تھے۔ اور بُری تدبیر نہیں گھیرتی مگر خود اُس تدبیر کرنے والے کو۔ پس کیا وہ پہلے لوگوں (پر جاری ہونے والی اللہ) کی سنت کے سوا کوئی اور انتظار کر رہے ہیں؟ پس تُو ہرگز اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا اور تو ہرگز اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھ لیتے کہ اُن لوگوں کا کیا انجام ہوا جو اُن سے پہلے تھے حالانکہ وہ قوت میں اُن سے بڑھ کر تھے؟ اور اللہ ایسا نہیں کہ آسمانوں یا زمین میں کوئی چیز بھی اسے عاجز کر سکے۔ یقیناً وہ دائمی علم رکھنے والا (اور) قدرت رکھنے والا ہے۔

اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں اور ہم اس یقین پر اور ایمان پر قائم ہیں کہ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں کیونکہ ہر آن اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت ہم آپ کے شاملِ حال دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو آپ سے وعدے کئے اُنہیں ہم نے پورا ہوتے دیکھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا آپ سے سلوک ہمارے ایمان اور یقین میں مزید پختگی پیدا کرتا ہے۔ بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی جن باتوں کی آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنی جماعت کو اطلاع دی اور ہمیں بتایا ہم اُن باتوں کو بھی پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے نبوت کا مقام عطا فرمایا۔ لیکن ایسی نبوت جو غیر تشریعی نبوت ہے، ظلّی نبوت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّتی ہونے کی ایک معراج ہے۔ یہ مقام اللہ تعالیٰ نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے کہ آپ کا اُمّتی آپ کے انتہائی عشق اور غلامی کی وجہ سے نبوت کا اعزاز پا گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے مخالف مسلمانوں کے دوسرے فرقے اپنے علماء کے غلط رنگ میں اس مقامِ نبوت کی تشریح کی وجہ سے احمدیوں کے خلاف جب موقع ملے، جہاں موقع ملے، نہ صرف آوازیں اُٹھاتے رہتے ہیں بلکہ جس حد تک تکلیف پہنچا سکتے ہیں پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس مخالفت میں بعض اوقات تمام حدوں کو پار کر جاتے ہیں۔

بہر حال جماعتیں جب ترقی کرتی ہیں، پھیلتی ہیں تو اس ترقی کو دیکھ کر مخالفین کھلی دشمنیاں کر کے اپنی طاقت کے استعمال سے اور اُن سہاروں کے استعمال سے جن کو وہ بہت طاقتور اور قدرت والا سمجھتے ہیں، اِس ترقی کو روکنے کی ہر طرح کوشش کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اندر ہی اندر مختلف طریقوں سے کمزور ایمان والوں کو کم تربیت یافتہ کو یا کچے ذہنوں کو جو جوانی کی عمر میں پہنچنے والے ہوتے ہیں یا جوانی کی عمر میں قدم رکھا ہوا ہوتا ہے، بڑی چالاکی سے اپنی باتوں کے جال میں پھنسانے کی کوشش کر کے انہیں حق سے دور لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو ایک تو اپنے دینی علم میں اضافے کی کوشش کرنی چاہئے، اُس کو پتہ ہونا چاہئے مَیں کیا ہوں؟ کون ہوں؟ اور کیوں ہوں؟ تا کہ ایسے چھپے دشمنوں کا جواب دے سکیں۔ دوسرے سب سے بڑھ کر یہ کہ ایمان کی سلامتی کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے کہ اُس کے فضل کے بغیر کوئی بھی کام نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان کی مضبوطی کے لئے ہر قسم کے ٹیڑھے پن سے بچنے کے لئے یہ دعا بھی سکھائی ہے کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔(آل عمران :9) کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں ہدایت دے، ہمیں ہدایت دینے کے بعد کبھی ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے اور اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت عطا کرنے والا ہے۔

پس ایمان کی سلامتی بھی خدا تعالیٰ کی رحمت سے ملتی ہے، خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے۔ اس لئے ایک عاجز بندہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلبگار رہتا ہے اور رہنا چاہئے۔ بعض لوگ بعض دفعہ مجھے خط بھی لکھ دیتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو نبی نہ کہو یا لوگوں کے سامنے اس کا اظہار نہ کیا جائے تو کیا حرج ہے؟ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے سے ہی اس قسم کی باتیں ہوتی تھیں کہ اس سے جو مخالفت ہے اس میں کمی آ جائے گی۔ اِس لئے اگر یہ لفظ نہ استعمال کیا جائے تو کیا حرج ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ: ”جو امور سماوی ہوتے ہیں اُن کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے“ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا جو بیان ہو گیا اور جو باتیں خدا تعالیٰ نے کہہ دیں، اُن کو کہنے سے ڈرنا نہیں چاہئے) ”اور کسی قسم کا خوف کرنا اہلِ حق کا قاعدہ نہیں۔ صحابہ کرام کے طرزِ عمل پر نظر کرو۔ وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ اُن کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے، جبھی تو لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (المائدہ:55) کے مصداق ہوئے“۔ فرمایا ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں“۔ فرمایا ”خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے“۔

(کوئی نئی شریعت والی نبوت نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو منسوخ کر رہی ہو اور نئی کتاب لائے) ”ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں“۔ فرمایا ”بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے؟“۔ (ملفوظات جلد نمبر5 صفحہ 446,447 مطبوعہ ربوہ)

پس فرمایا: یہ الہام تو دوسروں کو بھی ہو جاتے ہیں لیکن کثرت سے جو الہام ہوتے ہیں، کثرت سے اللہ

تعالیٰ جو باتیں کرتا ہے تو یہی نبوت کا مقام ہے اور اس تعریف کی رو سے مَیں نبی ہوں۔ ورنہ الہام تو اوروں کو بھی ہو جاتے ہیں۔

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کھلا اور واضح اعلان ہے اور یہ عین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے اور مسیح موعود کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

(سنن ابی داود کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر4324)

پس جب مسیح موعود ماننا ہے تو نبی بھی ماننا ضروری ہے۔ باقی رہی مخالفتیں، تو وہ الٰہی جماعتوں کی ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی اور یہی الٰہی جماعتوں کی نشانی ہے کہ اُن کی مخالفتیں ہوتی ہیں۔ بڑے بڑے جابر سلطان اور اُن کے جتھے مقابل پر کھڑے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ترقی کرتی چلی جاتی ہے اور آخر ایک وقت ایسا آتا ہے جب یہ تمام جتھے ختم ہو جاتے ہیں، تمام طاقتیں اپنی موت آپ مر جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی غالب آتی ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ:22) کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ مَیں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے خلاف تدبیریں کرنے والے تمام متکبر خود اپنی ہی تدبیروں کے جال میں پھنس جائیں گے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے جتھے اور ہمارے اوپر ہمارے دنیاوی آقاؤں کی چھت ہمیں نبی اور اس کی جماعت کے خلاف تدبیروں میں کامیاب کر دے گی تو یہ اُن کی بھول ہے۔ آخری کامیابی یقیناً الٰہی جماعتوں کی ہی ہوتی ہے۔ سازشوں اور جھوٹی سکیمیں بنانے میں چاہے جتنے بھی اُن کے ذہن تیز ہوں، وہ خدا تعالیٰ کی تدبیروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی مومنوں کو یہ کہہ کر تسلی فرمائی ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اصولی فیصلہ اور عمل ہے کہ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر:44) کہ گندی اور ناپاک تدبیریں تو ان تدبیر کرنے والوں کے علاوہ کسی کو گھیرے میں نہیں لیتیں۔ یعنی صرف وہی اُس کے گھیرے میں آ جاتے ہیں۔ بے شک خدا تعالیٰ کے دوسرے قانون کے تحت قربانیوں کا دور بھی چلتا ہے لیکن آخری کامیابی خدا والوں کو ہی ہوا کرتی ہے۔ نبی اور اس کی جماعت کو ہی ہوا کرتی ہے اور اس کے دشمن یقیناً سزا کے مورد بنتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی سنت کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ یہ ایسی نہ تبدیل ہونے والی سنت ہے جس نے پہلے بھی دشمن کے بدانجام کے نمونے دکھائے اور آج بھی دشمن کے بدانجام کے نمونے دکھا رہی ہے اور دکھائے گی۔ اس کے بڑی نمونے تو خدا تعالیٰ اپنے وقت پر دکھائے گا جیسا کہ اس دوسری آیت میں ذکر ہے جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔ لیکن مومنوں کے ایمان کی مضبوطی کے لئے اللہ تعالیٰ مختلف وقت میں اِن تکبر کرنے والوں اور حق کے مخالفین کی تدبیروں اور کوششوں کی ناکامی کے چھوٹے چھوٹے نظارے دکھاتا رہتا ہے۔

گزشتہ دنوں انڈونیشیا میں اِن نام نہاد مُلّاؤں کے چیلوں نے جو ظالمانہ کارروائی کی اور وہ خود بھی اُس میں شامل تھے۔ اِس کے بعد مُلّاں کو مزید جرأت پیدا ہوئی اور باقی جگہوں کے اِن نام نہاد مولویوں نے بھی کہا کہ ہم کیوں پیچھے رہ جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اعلان کیا کہ یکم مارچ کو جکارتہ میں ایک بڑا جلوس نکالا جائے گا جس میں لاکھوں آدمی شامل ہوں گے۔ اور انہوں نے اُس کی بڑی تیاری کی تھی اُس جلوس میں ہمارا یہ مطالبہ ہوگا کہ احمدیوں کو مکمل طور پر بین(Ban) کرو۔ یہ اپنے آپ کو مسلمان کہنا چھوڑ دیں۔ یا پھر اگر مسلمان کہلوانا ہے تو ہمارے میں شامل ہو جائیں۔ ورنہ ہم اُس وقت تک اس احتجاج کو جاری رکھیں گے جب تک یا حکومت یہ فیصلہ نہیں کر دیتی یا صدرِ مملکت کو ہم اُن کے صدارتی محل سے باہر نہیں نکال دیتے۔ اور جتنا بڑا plan تیار ہو رہا تھا اس پر جماعت انڈونیشیا کو بھی خیال تھا اور فکر بھی تھی کہ اس مخالفت، احتجاج اور جو جلوس کا اِن کا plan ہے اس کی شدت کا جو اندازہ لگایا جا رہا ہے، وہ بہت زیادہ ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ معمولی سا اور بے وقعت قسم کا ایک جلوس نکلا اور وہ بھی اپنے وقت سے بہت پہلے ختم ہو گیا۔ اِن کے جلوس کے اِس plan سے چند دن پہلے اللہ تعالیٰ نے حکومتی پروردہ مولویوں کے دل میں یہ ڈالا کہ ہم جلسہ کریں، اور ایک بہت بڑا جلسہ ہو گیا جس میں صدرِ مملکت خود بھی چلے گئے۔ اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے ان کی جو تدبیریں تھیں اُن کے ردّ کرنے کے سامان پیدا فرما دیئے۔ بہر حال ہمارے تو نہ یہ حکومتی مولوی سگے ہیں نہ حکومت مخالف مولوی۔ لیکن اللہ تعالیٰ بعض اوقات ایسے سامان پیدا فرما دیتا ہے کہ مخالفین کی آپس میں سر پھٹول ہو جاتی ہے۔ تو اِس جلسے کی وجہ سے جو پہلے ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اِس شدت پسند جلوس کے ناکام ہونے کے سامان پیدا فرما دیئے۔ بہر حال ہم حکومت کے بھی شکر گزار ہیں کہ اس کے بعد سے عمومی طور پر حکمرانوں کا رویہ، سوائے ایک دو وزراء کے، جماعت کے حق میں بہتر رہا ہے۔

یہاں یہ بھی بتا تا چلوں کہ جس طرح لاہور کی شہادتوں کے بعد افریقہ کے بعض علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے افرادِ جماعت کے اخلاص اور وفا کے نظارے دکھائے اور اُن میں بیعتیں بھی ہوئیں، اسی طرح انڈونیشا کے واقعہ نے بھی جماعت کے حق میں راستے کھولے ہیں اور سعید فطرت لوگوں کو حق پہچاننے کی توفیق ملی ہے۔

افریقہ کے ایک ملک سے مربی صاحب نے لکھا کہ مَیں نے انٹرنیٹ پر انڈونیشیا کا یہ واقعہ دیکھا اور سخت بے چینی تھی، بڑی جذباتی کیفیت تھی۔ مَیں اُس کو دیکھ کر روتا رہا۔ کہتے ہیں کہ اُسی دن اتفاق سے شام کو علاقے کے بعض غیر از جماعت معززین اور اُن کے علماء کے ساتھ ایک تبلیغی نشست تھی تو کہتے ہیں کہ مَیں نے اُس میں ٹی وی پر یہ جو ساری بہیمانہ کارروائی ہوئی تھی اُس کی ریکارڈنگ لگا دی اور اُن مہمانوں سے کہا کہ پہلے آپ یہ دیکھ لیں پھر بات شروع کرتے ہیں۔ اور اس کی تفصیل بھی بتا دی کہ احمدیوں کے ساتھ یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب مَیں نے یہ ریکارڈنگ لگائی ہے تو ابھی ایک منٹ بھی نہیں گزرا تھا کہ ایک مَعْلَم (وہاں کے علماء جو مولوی یا امام ہیں اُن کو افریقہ میں مَعْلَم کہتے ہیں) کھڑے ہو گئے اور اُن کا جو طریقہ ہے سر پر ہاتھ رکھ کے دھاڑیں مار مار کے رونے لگ گئے کہ یہ مسلمان ہیں جو یہ ظلم و بربریت کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں؟ کہنے لگے کہ ایسے مسلمانوں کے اس اسلام سے تو مَیں توبہ کرتا ہوں اور مَیں اعلان کرتا ہوں کہ مَیں آج سے احمدی ہوں۔ میری فوری بیعت لے لیں۔ وہ مذہبی بحث تو بعد میں ہونی تھی، جو مجلس لگنی تھی وہ تو بعد میں ہونی تھی، اُس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے ایک بڑے امام کو اِن کی حرکتیں دیکھ کے بیعت کرنے کی توفیق عطا فرما دی۔ اور پھر کہتے ہیں کہ آگے انہوں نے کہا کہ مَیں یہ بھی عہد کرتا ہوں کہ اِن تین شہداء کے بدلے انشاء اللہ تعالیٰ مَیں تین گاؤں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی گود میں لاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو توفیق عطا فرمائے۔

تو دشمن چاہے چھُپ کر تدبیر کرے، پیار بھرے انداز میں تدبیریں کرے یا کھل کر دشمنی کرے تاکہ یہ نبی کے ماننے والے خوفزدہ ہو کر یا کسی طریقے سے بھی پیچھے ہٹ جائیں لیکن مضبوط ایمان والوں کا خوفزدہ ہونا تو ایک طرف رہا اِن کی تدبیریں نیک فطرتوں کے سینے فوراً کھول کر احمدیت کے حق میں ایسی ہوا چلاتی ہیں کہ جو کام ہمارے مبلغین سال میں نہیں کر سکتے وہ دشمنوں کے مکروں سے ہمارے حق میں ایک لمحے میں ہو جاتا ہے۔ پس کون ہے جو خدا تعالیٰ کے کاموں کو روک سکے؟ لیکن ان تکبر کرنے والوں کو کبھی سمجھ نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ وہ اپنی سنّت میں تبدیلی نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کی سنّت ایک اُس کی تقدیر غالب آنے کی سنّت ہے اور دوسرے ایسے ظالموں کو تباہ کرنے کی سنّت ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارننگ ہے کہ اگر پہلے لوگ اس مخالفت کی وجہ سے اپنے بدانجام کو پہنچے تو آج بھی وہی خدا ہے اور اُسی طاقتوں کے مالک خدا کے وعدے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا زمین میں نہیں پھرے۔ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً (فاطر:45) کہ کیوں دیکھتے اور جائزہ نہیں لیتے کہ قوموں کی تباہی کی تاریخ تمہیں کیا بتا رہی ہے۔

آج کل تو ٹی وی پروگراموں میں، رسالوں میں، گھر بیٹھے ہی پُرانے دفینوں کے نظارے ہو جاتے ہیں کہ کتنی قومیں تھیں جو مختلف آفات کی وجہ سے دفنا دی گئیں، پوری کی پوری بستیاں زمین میں دفن ہو گئیں۔ بلکہ اس زمانے میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جب زلزلے آتے ہیں تو کئی بستیاں دفن ہو جاتی ہیں۔ تو عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے یہ بھی بڑا عبرت کا مقام ہے۔ قرآنِ کریم میں ان کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تو عقل کے ناخن لینے کی پہلے ہی ہدایت کر دی تھی کہ ہوش سے کام لینا، اس قسم کی حرکتیں نہ کرنا کہ پہلی تاریخ تم پر بھی دہرائی جائے۔ لیکن افسوس کہ مسلمان باوجود اس تنبیہ کے اس عبرتناک تنبیہ کو بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ ہر بڑے تکبر کرنے والے اور اپنی تدبیروں پر بھروسہ کرنے والے اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں سرشار کو فرماتا ہے کہ تمہارے یہ تکبر کچھ کام نہیں آئیں گے۔ فرمایا وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۔ کہ وہ بڑے طاقتور لوگ تھے جو تمہارے سے پہلے تھے۔ ایک تو وہ تمہاری آج کی حکومتوں سے زیادہ طاقتور تھے۔ دوسرے اُن نبیوں کے مقابلے میں بہت زیادہ طاقتور تھے۔ دنیاوی حیثیت سے نبیوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ کی لاٹھی چلی، جب اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو فنا کرنے کا ایک فیصلہ کیا تو سب فنا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس سنّت کا ذکر فرما کر ہر زمانے کے طاقتور اور فرعون اور اُن کے پروردوں کو بتا دیا کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے مقابلے میں تمہاری طاقت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ دوسرے اللہ والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی حمایت کا اعلان بظاہر اُن کی کمزور حالت کے باوجود اُنہیں طاقتور بنا دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طاقت اُن کے پیچھے ہوتی ہے۔ اور طاقتور سمجھے جانے والے، ایک وقت ایسا آتا ہے کہ قصہ پارینہ بن جاتے ہیں، ختم ہو جاتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں تھے اور کہاں گئے؟ پس اللہ والوں کے مخالفین کو ہوش کرنی چاہئے اور اس حقیقت کو سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کا مقابلہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ کہ آسمان اور زمین میں کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کو عاجز کر سکے۔ پس ایک بیوقوف قوم جو ہے وہ یہی سمجھتی ہے یا بعض علاقوں کے، بعض ملکوں کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم طاقتور ہیں۔ ہم ان تھوڑے سے اور معمولی حیثیت کے لوگوں کو زیر کر لیں گے۔ دنیاوی نظر سے دیکھا جائے تو یہ بیوقوفی نہیں، بڑی صحیح سوچ ہے کیونکہ طاقتور اور چالاک غالب آ جاتے ہیں۔ اور جب ہم دنیا کے حالات دیکھتے ہیں، آج کل بھی دیکھ لیں، طاقتور اور چالاک ہی ہیں جنہوں نے دنیا پر حکومت کی ہوئی ہے، حکومت کر رہے ہیں اور بظاہر مومن کہلانے والے اُن کے قبضے میں ہیں لیکن یہاں مقابلہ دنیا والوں کا دنیا والوں کے ساتھ نہیں ہے۔ جب جماعت احمدیہ کا سوال آتا ہے، جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کا سوال آتا ہے تو دنیا والوں کا مقابلہ اللہ والوں کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ ایک الٰہی جماعت کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ پس یہاں دنیاوی اصول نہیں چلے گا بلکہ یہاں وہ جیتے گا جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کھڑا ہو کر یہ اعلان فرمائے گا کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ اور

اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ جسے کوئی عاجز کر سکے۔

پس آج اس زمانے میں ہمارے لئے یہ خوشخبری ہے لیکن ساتھ ہی ایک ذمہ داری کی طرف بھی توجہ ہے کہ اُس اللہ والے سے حقیقی رنگ میں جُڑ کر اللہ تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا کریں۔ اُن لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کریں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ کی سنّت خاص نشان دکھاتی ہے۔ اپنی عبادتیں، اپنی دعائیں، اپنے عمل اس نہج پر چلانے کی کوشش کریں جس کی نشاندہی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی ہے اور جس کو کھول کر زمانے کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی موعود نے ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ اگر ہم نے اس اصول کو حقیقت میں پکڑ لیا تو چاہے پاکستان کے طاقتور ہوں یا انڈونیشیا کے یا بنگلہ دیش کے یا کسی عرب ملک کے یا کسی بھی ملک کے ہوں، وہ سب طاقتوں اور قدرتوں والے خدا کے سامنے کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ جس کے علم نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ اللہ والے ہی غالب آیا کرتے ہیں۔ جن کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید ہو وہی غالب آیا کرتے ہیں۔ پس ان مخالفین کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے اشارے کو سمجھیں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں ورنہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے تو غالب آنا ہے۔ اُس وقت کوئی عذر کام نہیں آئے گا کہ یہ وجہ ہوگئی اور وہ وجہ ہوگئی۔ جب اللہ تعالیٰ کی آخری تقدیر چلتی ہے تو پھر سب کچھ فنا ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ:

’’خدا تعالیٰ ان متکبر مولویوں کا تکبر توڑے گا اور انہیں دکھلائے گا کہ وہ کیونکر غریبوں کی حمایت کرتا ہے اور شریروں کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہے۔ شریر انسان کہتا ہے کہ مَیں اپنے مکروں اور چالاکیوں سے غالب آجاؤں گا اور مَیں راستی کو اپنے منصوبوں سے مٹا دوں گا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور طاقت اسے کہتی ہے کہ اے شریر میرے سامنے اور میرے مقابل پر منصوبہ باندھنا تجھے کس نے سکھایا؟ کیا تُو وہی نہیں جو ایک ذلیل قطرہ رحم میں تھا؟ کیا تجھے اختیار ہے جو میری باتوں کو ٹال دے؟‘‘۔

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد نمبر7 صفحہ 67)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’ہمیشہ یہ امر واقع ہوتا ہے کہ جو خدا کے خاص حبیب اور وفادار بندے ہیں اُن کا صدق خدا کے ساتھ اُس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ یہ دنیادار اندھے اُس کو دیکھ نہیں سکتے۔ اس لئے ہر ایک سجادہ نشینوں اور مولویوں میں سے اُن کے مقابلہ کے لئے اُٹھتا ہے اور وہ مقابلہ اس سے نہیں بلکہ خدا سے ہوتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جس شخص کو خدا نے ایک عظیم الشان غرض کے لئے پیدا کیا ہے اور جس کے ذریعے سے خدا چاہتا ہے کہ ایک بڑی تبدیلی دنیا میں ظاہر کرے، ایسے شخص کو چند جاہل اور بزدل اور خام اور ناتمام اور بے وفا زاہدوں کی خاطر سے ہلاک کر دے‘‘۔ فرمایا کہ ’’اگر دو کشتیوں کا باہم ٹکراؤ ہو جائے‘‘ (دریا میں دو کشتیوں کا ٹکراؤ ہو جائے تو) ’’جن میں سے ایک ایسی ہے کہ اس میں بادشاہِ وقت جو عادل اور کریم الطبع اور فیاض اور سعید النفس ہے، مع اپنے خاص ارکان کے سوار ہے۔ اور دوسری کشتی ایسی ہے جس میں چند چوہڑے یا چمار یا سانسی بدمعاش بدوضع بیٹھے ہیں۔ اور ایسا موقع آ پڑا ہے کہ ایک کشتی کا بچاؤ اس میں ہے کہ دوسری کشتی مع اس کے سواروں کے تباہ کی جائے تو اب بتلاؤ کہ اُس وقت کونسی کارروائی بہتر ہوگی؟ کیا اُس بادشاہ عادل کی کشتی تباہ کی جائے گی یا اُن بدمعاشوں کی کشتی کہ جو حقیر و ذلیل ہیں تباہ کر دی جائے گی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ بادشاہ کی کشتی بڑے زور اور حمایت سے بچائی جائے گی اور اُن چوہڑوں چماروں کی کشتی تباہ کر دی جائے گی اور وہ بالکل لاپرواہی سے ہلاک کر دیئے جائیں گے اور اُن کے ہلاک ہونے میں خوشی ہوگی کیونکہ دنیا کو بادشاہِ عادل کے وجود کی بہت ضرورت ہے اور اُس کا مرنا ایک عالَم کا مرنا ہے۔ اگر چند چوہڑے اور چمار مر گئے تو اُن کی موت سے کوئی خلل دنیا کے انتظام میں نہیں آ سکتا۔ پس خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ جب اُس کے مُرسَلوں کے مقابل پر ایک اور فریق کھڑا ہو جاتا ہے تو گو وہ اپنے خیال میں کیسے ہی اپنے تئیں نیک قرار دیں اُنہیں کو خدا تعالیٰ تباہ کرتا ہے اور اُنہیں کی ہلاکت کا وقت آ جاتا ہے کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ جس غرض کے لئے اپنے کسی مرسل کو مبعوث فرماتا ہے اُس کو ضائع کرے کیونکہ اگر ایسا کرے تو پھر وہ خود اپنی غرض کا دشمن ہوگا۔ اور پھر زمین پر اُس کی کون عبادت کرے گا؟ دنیا کثرت کو دیکھتی ہے اور خیال کرتی ہے کہ یہ فریق بہت بڑا ہے، سو یہ اچھا ہے‘‘۔ (یعنی بڑا ہونے کی وجہ سے یہی ٹھیک ہیں) ’’اور نادان خیال کرتا ہے کہ یہ لوگ ہزاروں لاکھوں مساجد میں جمع ہوتے ہیں، کیا یہ بُرے ہیں؟ مگر خدا کثرت کو نہیں دیکھتا وہ دلوں کو دیکھتا ہے۔ خدا کے خاص بندوں میں محبتِ الٰہی اور صدق اور وفا کا ایک ایسا خاص نور ہوتا ہے کہ اگر مَیں بیان کر سکتا تو بیان کرتا لیکن مَیں کیا بیان کروں؟ جب سے دنیا ہوئی اس راز کو کوئی نبی یا رسول بیان نہیں کر سکا۔ خدا کے باوفا بندوں کی اس طور سے آستانہ الٰہی پر روح گرتی ہے کہ کوئی لفظ ہمارے پاس نہیں کہ اس کیفیت کو دکھلا سکے‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن۔ جلد20 صفحہ 71-72)

پس مخالفین کی ہزاروں کوششوں نے آپ کی ترقی میں ذرا سا بھی فرق نہیں ڈالا۔ اس لئے کہ ان کے ہر مکر اللہ تعالیٰ اُن پر اُلٹا دیتا تھا اور آج تک یہ نظارے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور جب تک ہم اپنے ایمانوں میں مضبوط رہیں گے، ہم جماعتی ترقی کے نظارے دیکھتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے……‘‘۔

فرمایا کہ: ’’……اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اَور مُنہ ہوتے ہیں اَور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ مَیں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو۔ اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے‘‘۔

(اربعین نمبر3 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 399-400)

فرمایا: ’’اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اُس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان۔ کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا؟ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُ وْنَ (یٰسٓ:31)۔ پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اُس کے ساتھ ہوں، اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا؟ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں، سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 66-67)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی سچائی تو ہم دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا سلوک تو ہم دیکھ رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ایشیا کے ممالک میں بھی اور جزائر میں بھی، یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی اور افریقہ کے سرسبز علاقوں میں بھی اور ریگستانوں کی دور دراز آبادیوں میں بھی احمدیت کو پھیلا دیا ہے، اور بڑی شان سے نہ صرف پھیلا دیا ہے بلکہ بڑی شان سے پنپ رہی ہے، بڑھ رہی ہے اور پھیل رہی ہے۔ ہر احمدی کی ہر قربانی ہمارے لئے نئی منزلوں کے حصول کا ہی ذریعہ بنتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اِن فضلوں کا حصہ بننے کے لئے، اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے پہلے سے بڑھ کر ہمیں دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کے حالات جس تیزی سے بدل رہے ہیں اور کروٹ لے رہے ہیں یہ انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کے حق میں عظیم نظارے دکھانے والے بننے والے ہیں۔ اور اس کے لئے بڑی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ پس ان دنوں میں خاص طور پر، خاص طور پر دعاؤں پر، دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری پردہ پوشی بھی فرمائے اور ہمارا کوئی عمل ایسا نہ ہو جو ہمیں اس ترقی کو دیکھنے سے محروم رکھے۔

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

آخر میں ایک افسوسناک اعلان ہے۔ایک جنازے کا اعلان ہے میں ابھی جمعہ کی نماز کے بعد جنازہ پڑھاؤں گا جومکرم تراری مرزوکی صاحب المعروف امام ادریس کا جنازہ ہے۔مراکش کے تھے۔گزشتہ دنوں پچھتر (75) سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

انہوں نے 2002ء میں بیعت کی تھی اور امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارا وفد ان کے پاس جاتا تھا۔بڑی تبلیغی نشستیں لگتی تھیں۔امام تھے اور بڑے صاحبِ علم آدمی ہیں۔مَیں اُن کو ملا ہوں۔تو یہ کوئی نہ کوئی راستہ نکلنے کا، فرار کا نکال لیتے تھے۔ماننا نہیں ہوتا تھا۔علماء کی جس طرح ضد ہوتی ہے اس کا ان پر بھی اثر تھا۔بہرحال کہتے ہیں ایک دن تبلیغی نشست تھی، ہم بیٹھے تھے۔جنرل سیکرٹری صاحب نے کہا کہ ان سے باتیں کرنا تو یہی ہے کہ پتھروں سے سر ٹکرانا۔تو ان کو چھوڑیں۔اُس پر یہ کہتے ہیں کہ مَیں نے اٹھتے ہوئے اُن کو اعجاز المسیح جو کتاب ہے وہ دے دی کہ اس کو پڑھیں اور چند دنوں کے بعد وہ آئے اور کہا کہ میری بیعت لے لیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کی اور جماعت میں شمولیت اختیار کی۔اور اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔احمدیت قبول کرنے سے پہلے فرانس میں strasburg کی ائمہ کمیٹی کے مستقل رُکن تھے اور مسلمانوں کی مسجد میں خطبہ بھی دیا کرتے تھے۔تمام ائمہ ان کی قابلیت اور ایمانداری کی تعریف کرتے تھے لیکن جب لوگوں کو ان کی احمدیت کا پتہ چلا تو سب نے مخالفت شروع کردی جس پر انہوں نے خود ہی امامت کا کام چھوڑ دیا۔

میری ملاقات اِن سے پہلی دفعہ 2003ء میں فرانس کے جلسے میں ہوئی تھی۔گزشتہ سال جب مَیں فرانس گیا ہوں تو ان کی کمزوری بہت زیادہ تھی اور نقاہت تھی۔بیماری بہت بڑھ گئی تھی۔strasburg میں گیا ہوں وہاں تشریف لائے اور امیر صاحب کو کہا کہ آپ ہر دفعہ کہتے تھے کہ خلیفۃ المسیح سے ملاقات کے لئے لندن چلو لیکن ڈاکٹر مجھے سفر کی اجازت نہیں دیتا تھا اور مجھے بہت زیادہ تکلیف بھی تھی لیکن اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کیسا انتظام کیا ہے کہ خلیفۂ وقت خود میرے پاس آگئے ہیں۔خلافت سے آپ کو بے پناہ عشق تھا۔قرآنِ مجید ہاتھ سے لکھ رہے تھے۔جب میں strasburg گیا ہوں تو مجھے بھی انہوں نے بتایا کہ مَیں ہاتھ سے لکھ رہا ہوں۔ان کی لکھائی بھی اچھی تھی۔مجھے کہا کہ جب مَیں اسے ختم کرلوں گا تو مَیں آپ کو تحفے کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔وفات کے وقت بھی ان کے سرہانے قرآنِ کریم اور صد سالہ جوبلی کا سوونیئر پڑا تھا۔عاملہ کے اجلاسات کے لئے اکثر اپنا گھر پیش کیا کرتے تھے۔strasburg مسجد کے لئے جب چندے کی تحریک کی گئی تو جو بھی ان کے پاس رقم موجود تھی ساری کی ساری انہوں نے پیش کردی۔اللہ تعالیٰ اِن سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور اُن کو اپنی رضا کی جنتوں میں بلند مقام عطا فرمائے۔اِن کے بچے اور باقی عزیز رشتے دار تو احمدی نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ اُن کے بھی سینے کھولے اور اُن کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆ ☆ ☆

بقیہ: اداریہ از صفحہ 2

بھی اب روحانی علاج نہیں کرسکتا۔

قارئین! ان تمام ضرورتوں کا پورا کرنا نبیوں کا ہی کام ہے یہ خیال غلط ہے کہ علماءِ وقت ان کو پورا کرسکتے ہیں اور علماء ہی اُمت کی ہدایت کے لئے کافی ہیں۔سوال یہ ہے کہ اگر علماء اس اُمت کی اصلاح کیلئے کافی تھے اور تمام فساد کا تدارک کرسکتے تھے تو پھر اُمت میں فساد ہی پیدا نہیں ہونے چاہئے تھے۔کیونکہ ہر زمانہ میں علماء موجود رہے ہیں علماء کی موجودگی میں فساد کا پیدا ہونا ہی اس امر پر گواہی دے رہا ہے کہ یہ فساد اور گمراہی وضلالت دور کرنا علماء کا کام نہیں ہے اور نہ یہ اُن کے بس کا ہے۔اس کیلئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عین ضرورت کے مطابق نبی کی بعثت ہو۔اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کا ظہور عین ضرورت کے وقت ہوا۔آپؑ کو مقام نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے حاصل ہوا۔جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

”خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمتی ہے اور ایک پہلو سے نبی کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپؐ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔یعنی آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی“۔

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۹۷)

مبارک وہ لوگ جو اس موعود مسیح ومہدی کو تسلیم کرچکے ہیں اور افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنی جہالت اور تعصب کی بناپر آنحضرت ﷺ کے اس روحانی فرزند کا انکار کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ اُنہیں جلد از جلد سچائی کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔حاجی شریف احمد ربوہ

00-92-476214750 فون ریلوے روڈ

00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

منطق الطیر اور طیورِ سلیمانؑ کی حقیقت

اکثر غیر احمدی مسلمانوں کا نہ صرف یہ عقیدہ ہے بلکہ اس عقیدہ پر اصرار ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبانی قرآن کریم میں بیان ہونے والے اس جملہ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ کے معنے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کو چڑیوں اور مختلف پرندوں کی زبان آتی تھی۔لیکن قرآن کریم میں ان پرندوں کی صفات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ پرندے کوئی عام پرندے نہ تھے بلکہ یہ عاقل بالغ پرندے تھے۔ان کو شرک اور توحید کا نہ صرف علم تھا بلکہ ان میں تفریق کا ملکہ بھی حاصل تھا، اور حلال وحرام میں تمیز کرنا بھی آتا تھا۔حالانکہ یہ ایسے امور ہیں جن کا ادراک صرف اور صرف انسان کو ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مکلّف قرار دیا ہے اور اسی بنا پر اس سے حساب لیا جائے گا۔

یہاں پر زیادہ تفصیل میں جانا تو ممکن نہیں صرف ایک مثال پیش ہے۔حضرت سلیمان علیہ السلام کو جن پرندوں کی زبان سکھائی گئی ان میں سے ایک پرندہ ہُدہُد بھی تھا۔آیئے دیکھتے ہیں کہ ہُدہُد کیا تھا؟

حضرت سلیمانؑ نے جائزہ لیا کہ پرندوں میں سے ہُدہُد غائب ہے اس پر فرمایا کہ لَاُعَذِّبَنَّہٗ عَذَابًا شَدِیْدًا ......اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطَانٍ مُّبِیْنٍ (النمل:21) یعنی میں اسے عذابِ شدید دوں گا، یا عذاب سے بچنے کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ اپنے غائب ہونے کا واضح جواز اور دلیل لے کر آئے۔

کیا حضرت سلیمانؑ اس چڑیا جتنے ہُدہُد کی بات کر رہے ہیں؟ کیا حضرت سلیمانؑ اس مسکین سے پرندے کی غیر حاضری پر اس قدر غصے میں آگئے کہ اس کو عذابِ شدید دینے کا فیصلہ کرلیا؟ پھر عذابِ شدید دینے کا کیا مطلب ہے؟ کیا اس کے پَر کھینچ کر اس کا قیمہ قیمہ کرکے دھوپ میں پھینک دینا تھا؟ کیا یہ خدا تعالیٰ کے نبی کے شایان شان فعل ہے؟ کیا حضرت سلیمانؑ اس چڑیا جتنے پرندے کے بارہ میں کہہ رہے ہیں کہ اس کی جان بخشی تب تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ سلطان مبین لے کر نہ آئے؟

اب دیکھتے ہیں کہ ہُدہُد کونسی سلطانِ مبین لے کر آیا؟ ہُدہُد یمن گیا ہوا تھا اور جب واپس آیا تو ملکہ سبا کی حکومت اور رعایا کا ایسے انداز میں ذکر کیا جو صرف اور صرف ایک عاقل اور زیرک انسان کا ہی خاصہ ہے۔اس نے کہا کہ مَیں نے ایک ایسی قوم دیکھی ہے جو اللہ کے سوا سورج کی پرستش کرتی ہے۔یوں اس پرندہ کو غیر اللہ کی پرستش اور اس کی حرمت کا بھی بخوبی علم ہے۔یہی نہیں بلکہ ہدہد نے یہ بھی کہا کہ وَزَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَھُمْ فَصَدَّھُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَھُمْ لَا یَھْتَدُوْنَ (النمل:25) یعنی شیطان نے ان کو ان کے اعمال خوبصورت کر کے دکھائے ہیں اور انہیں درست راستہ کی پیروی سے روک دیا ہے لہذا وہ ہدایت کی راہ اختیار نہیں کرتے۔ایسا تجزیہ تو ایک عام آدمی کے بس کی بات نہیں کجا یہ کہ ہدہد پرندہ اس طرح کی بات کرے۔یہ بات تو عالم فاضل، عاقل اور جہاندیدہ انسان ہی کرسکتا ہے۔

اس پورے قصہ پر تبصرہ کرتے ہوئے عرب دنیا کے معروف عالم سید قطب اپنی تفسیر ”فی ظلال القرآن“ میں لکھتے ہیں: ”إن نوع الإدراک الذی ظهر من ذلک الهدهد الخاص فی مستوی یعادل مستوی العقلاء الأذکیاء الأتقیاء من الناس“

یعنی جو فہم وادراک کا معیار اس خاص قسم کے ہدہد میں دکھائی دیتا ہے یہ عقلاء اور ذہین وفہیم اور تقویٰ شعار انسانوں کے معیار کے برابر ہے۔پھر لکھتے ہیں:

”لا بد أن تکون هذه الهبة کانت للطائفة الخاصة التی سخرت لسلیمان لا لجمیع الهداهد وجمیع الطیور۔“ (فی ظلال القرآن، تفسیر سورۃ النمل)

یہ خاص ملکہ لازمی طور پر ہدہد کے صرف اس گروہ کو ہی موہبت کے طور پر ملا ہوگا جن کو حضرت سلیمانؑ کیلئے مسخر کیا تھا، سب ہُدہُدوں اور پرندوں کو یہ ملکہ عطا نہ ہوا تھا۔سید قطب کی اس بات پر ہم اتنا ہی کہتے ہیں کہ: ”خاص قسم کا ہدہد“ ”عاقل ہدہد“ ”عام ہدہد سے مختلف“ ”ذہین وفہیم وتقی ہدہد“ کی اصطلاحات کی بجائے ان کے لئے کہیں زیادہ آسان ہوتا اگر کہہ دیتے کہ یہ ہدہد نامی ایک انسان تھا۔

مذکورہ بعض امور اور دیگر کئی قرائن ودلائل کی بنا پر جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح انسانوں کی طرف ہی مبعوث ہوکر آئے تھے نہ کہ پرندوں پہاڑوں اور انسانوں کو پڑ جانے والے جنّوں کی طرف، اور یہ کہ یہ ہُدہُد انسان تھا، اور دیگر طیور سے مراد بھی انسانوں کی جماعت ہی تھی۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر کبیر، سورۃ الانبیاء، جہاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے انسان کے بارہ میں طَیْر کے لفظ کے استعمال کا فلسفہ بالتفصیل بیان فرمایا ہے)۔ (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۵ مارچ ۲۰۱۱)

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز گولبازار ربوہ 047-6215747

کاشف جیولرز چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ فون 047-6213649

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے اندر غیر معمولی تبدیلیاں پیدا کیں اور پھر آگے اپنی نسلوں میں بھی منتقل کرنے کی کوشش کی۔ خوش قسمت ہیں وہ نسلیں جنہوں نے اس فیض کو آگے چلایا۔

ایک ایسے ہی بزرگ جنہوں نے اپنے صحابی باپ دادا کے نام کو روشن کیا ان کا نام حضرت سید داؤد مظفر شاہ صاحب تھا۔ یہ بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو جلیل القدر صحابہ کے پوتے اور نواسے تھے۔ تزکیہ نفس کی جن خصوصیات کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے وہ اس بزرگ میں ہمیں نظر آتی ہیں۔

حضرت سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے تقویٰ، طہارت، عاجزی، انکساری، صبر، دعاؤں اور عبادات میں انہماک، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، قرآن کریم سے محبت جیسے خصائل حمیدہ کا قابل رشک تذکرہ

اللہ کرے کہ ہمارے تمام بزرگوں کی اولادیں، صحابہ کی اولادیں ہمیشہ اپنے والدین کے، اپنے آباؤ اجداد کے نمونے دیکھنے والی ہوں اور نیک نسل کو آگے چلانے کے لئے دعا اور اپنے عمل سے کوشش کرنے والی ہوں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 11 مارچ 2011ء بمطابق 11 امان 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانے کو دیکھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بڑے سیدھے سادے ہوتے تھے۔ جب ایک برتن کو مانجھ کر صاف کر دیا جاتا ہے، پھر اُس پر قلعی ہوتی ہے اور پھر نفیس اور مصفّٰی کھانا اُس میں ڈالا جاتا ہے یہی حالت اُن کی تھی ۔ اگر انسان اس طرح صاف ہو اور اپنے آپ کو قلعی دار برتن کی طرح منور کرے تو خدا تعالیٰ کے انعامات کا کھانا اُس میں ڈالا جاوے گا“۔ فرمایا ”لیکن اب کس قدر انسان ہیں جو ایسے ہیں؟“۔

(البدر جلد 2 نمبر 23 مورخہ 26 جون 1903ء صفحہ 177 کالم نمبر 1)

اسی کی ایک اَور روایت ہے جس کا ورژن (Version) دوسرے اخبار میں یہ ہے کہ برتن کی مثال دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ”جس طرح برتن صاف ہوتا ہے ایسے ہی اُن لوگوں کے (یعنی صحابہ کے) دل تھے جو کلامِ الٰہی کے انوار سے روشن اور کدورتِ انسانی کے زنگ سے بالکل صاف تھے۔ گویا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشمس:10) کے سچے مصداق تھے“۔

(الحکم جلد 7 نمبر 24 مورخہ 30 جون 1903ء صفحہ 10 کالم نمبر 2)

پس یہ انقلاب تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں میں پیدا فرمایا جو دشمنیوں اور کینوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ ایک دفعہ کی دشمنی نہ صرف یہ کہ سالوں چلتی تھی بلکہ نسلوں تک چلتی تھی۔ لیکن جب ایمان لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے کامل عبد بننے کی کوشش کی۔ قرآنِ کریم کو پڑھا، سمجھا اور اپنے پر لاگو کیا اور اس الٰہی کلام کے نور سے اپنے دلوں کو منور کیا تو پھر ایسے مصفّٰی ہو گئے جیسے قلعی کیا ہوا برتن چمکتا ہے۔

یہاں رہنے والوں کو یا بعض لوگوں کو شاید قلعی کا صحیح اندازہ نہ ہو کہ برتن کو قلعی کرنے کا طریق کیا ہے؟ پُرانے زمانے میں تانبے اور دھاتوں کے برتن ہوتے تھے اور کچھ عرصے بعد انہیں قلعی کروانا پڑتا تھا۔ پاکستان میں اور ہندوستان میں رہنے والے لوگوں کو تو اندازہ ہوگا کہ کس طرح قلعی ہوتی ہے اور خاص طور پر جو ہمارے لنگر خانوں میں ڈیوٹی دینے والے ہیں اُن کو بھی اندازہ ہے کیونکہ جلسہ سالانہ میں دیگیں قلعی کروائی جاتی ہیں۔ قلعی کے لئے پہلے برتن کو آگ میں ڈالا جاتا ہے پھر اُس پر نوشادر یا کچھ کیمیکل ملے جاتے ہیں یا مَل کے آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ بہرحال اُس کے بعد پھر ایک سفید چمکدار دھات ہوتی ہے وہ اُس پر مَلی جاتی ہے۔ جب اچھی طرح اُس کا گند پہلے سے اتارا جائے اور پھر یہ دھات مَل کے اُس کو ایک کپڑے سے اچھی طرح پالش کیا جائے تو پھر وہ برتن اس طرح بالکل صاف شفاف اور چمکدار ہو جاتا ہے جیسے چاندی کا برتن ہو۔

مَیں نے یہ وضاحت اس لئے کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ قلعی کئے ہوئے برتن کی جو مثال دی ہے، یہ کوئی عام کوشش نہیں ہے بلکہ اچھی طرح صاف کرنے کے بعد مزید چمکانے کے لئے آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ ایک پراسس (Process) ہے اُس میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ایک عمل ہے اُس میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ تو آپ کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان جب اُس مقام پر پہنچتا ہے یا پہنچنا چاہتا ہے جب کلامِ الٰہی کے نور سے حقیقی رنگ میں منور ہو تو ایک تکلیف سے، ایک محنت سے یا تکلیف دہ محنت سے گزرنا پڑتا ہے، تب ایک انسان اُس فلاح کے مقام کو حاصل کرتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے کہ اس نے فلاح حاصل کر لی جو پاک ہو گیا۔

جب تزکیہ نفس ہو یا تزکیہ نفس کرنے کی کوشش ہو تو اس کے لئے ایک محنت درکار ہے۔ اس زمانہ میں آخرین کو پہلوں سے ملانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے آقا کی غلامی میں اس لئے مبعوث ہوئے کہ زنگ آلود دلوں کو مصفّٰی کرنے کا طریق بتا کر ان برتنوں کو کلامِ الٰہی کے نور سے منور کر دیں۔ آپ کے صحابہ میں ہم جس کو بھی دیکھتے ہیں یہ مثالیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ اُن کے دل نور سے بھرے ہوئے تھے اور تقویٰ سے زندگی گزارنے والے تھے۔ پس یہ عمل ہی ہے جس کو کر کے ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پا سکتے ہیں، اپنے نفس کا تزکیہ کر سکتے ہیں۔

اس بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”تم لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ تزکیہ نفس کس کو کہا جاتا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اُس کو دکھانا چاہئے اور اُس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے۔ اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بُغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئے“۔ فرمایا کہ ”خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اُس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا“۔ (ملفوظات جلد نمبر 5 صفحہ 407 جدید ایڈیشن)

فرمایا کہ ”دنیا میں انسان کو جو بہشت حاصل ہوتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشمس:10) پر عمل

کرنے سے ملتا ہے۔ جب انسان عبادت کا اصل مفہوم اور مغز حاصل کرلیتا ہے تو خدا تعالیٰ کے انعام واکرام کا پاک سلسلہ جاری ہوجاتا ہے اور جو نعمتیں آئندہ بعد مُردنِ ظاہری، مَرئی اور محسوس طور پر ملیں گی وہ اب روحانی طور پر پاتا ہے‘‘۔ (الحکم جلد 6 نمبر 26 مورخہ 24 جولائی 1902ء صفحہ 9 کالم نمبر 3)

(یعنی جو نعمتیں مرنے کے بعد ملنی ہیں اور جو محسوس بھی ہوں گی وہ روحانی طور پر اس دنیا میں مل جاتی ہیں)۔

پس یہ وہ اصل مقصد ہے جس کے لئے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے کہ انسانوں میں پاک تبدیلیاں لاکر روحانی نعمتوں کو حاصل کرنے والا بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس اصل اور مقصد کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس حقیقت کو جانا اور اپنے نفسوں کے تزکیہ کے لئے کوشش کی اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے اندر غیر معمولی تبدیلیاں پیدا کیں اور پھر آگے اپنی نسلوں میں بھی منتقل کرنے کی کوشش کی۔ خوش قسمت ہیں وہ نسلیں جنہوں نے اس فیض کو آگے چلایا۔

اس وقت مَیں ایک ایسے ہی بزرگ کا ذکر کرنے لگا ہوں جنہوں نے اپنے صحابی باپ دادا کے نام کو روشن کیا۔ تزکیہ نفس کی جن خصوصیات کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے وہ اس بزرگ میں ہمیں نظر آتی ہیں۔ میرا اس بزرگ سے بڑا قریبی تعلق تھا اور ہے۔ یہ بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو جلیل القدر صحابہ کے پوتے اور نواسے تھے۔ گزشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ ان کا نام حضرت سید داؤد مظفر شاہ صاحب تھا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا، اُن کے دادا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے جن کا نام حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب تھا جو تقویٰ، طہارت، عاجزی اور انکساری اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ جن کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ایک روایت درج کی ہے۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ:

’’حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب نے (خود) مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اولؓ سخت بیمار ہوگئے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب وہ حضور کے مکان میں رہتے تھے۔ حضور نے بکروں کا صدقہ دیا۔ مَیں اُس وقت موجود تھا۔ (یعنی ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب موجود تھے)۔ مَیں رات کو حضرت خلیفہ اولؓ کے پاس ہی رہا اور دوا پلاتا رہا۔ صبح کو حضور تشریف لائے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے)۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا (کچھ صحت بہتر ہوگئی تھی) کہ حضور! ڈاکٹر صاحب ساری رات میرے پاس بیدار رہے ہیں اور دوا وغیرہ اہتمام سے پلاتے رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے ہم کو بھی اِن پر رشک آتا ہے۔ یہ بہشتی کنبہ ہے۔ یہ الفاظ چند بار فرمائے۔ (سیرت المہدی جلد اول حصہ سوم صفحہ 545 روایت نمبر 563)

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب جو سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے دادا تھے۔ اُن کی وسعتِ حوصلہ اور صبر کا ایک واقعہ ہے۔ پہلے بھی کئی دفعہ بیان ہوچکا ہے۔ آپ ایک شخص کو تبلیغ کررہے تھے۔ مسجد میں بیٹھے تھے۔ اُس وقت آپ سرکاری ہسپتال میں سول سرجن تھے اور سول سرجن اس زمانہ میں ایک بڑا عہدہ سمجھا جاتا تھا۔ تو اس شخص سے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور دعویٰ پر بحث ہورہی تھی تو اس نے ایک وقت میں غصے میں آکر مٹی کا لوٹا اُٹھا کے آپ کی طرف زور سے پھینکا یا سر پہ مارا۔ بہرحال ماتھے پر لگا اور سر پھٹ گیا جس سے اِن کا خون بہنے لگا۔ تو حضرت ڈاکٹر صاحب بغیر کچھ کہے وہاں سے سر پہ ہاتھ رکھ کے ہسپتال چلے گئے۔ وہاں جاکے پٹی کروائی اور اس دوران میں اُس شخص کو بھی احساس ہوا کہ یہ مَیں نے کیا کیا؟ یہ تو بڑے سرکاری افسر ہیں اور پولیس آئے گی اور مجھے پکڑ کے لے جائے گی۔ بڑا خوفزدہ تھا۔ لیکن دیکھا کہ تھوڑی دیر بعد حضرت ڈاکٹر صاحب سر پہ پٹی باندھے واپس تشریف لے آئے اور اُس شخص سے کہا کہ مجھے امید ہے تمہارا غصہ ٹھنڈا ہوگیا ہوگا۔ اب دوبارہ بات کرتے ہیں۔ اس عرصے میں وہ شخص کہتا ہے کہ میرا تو پہلے ہی بُرا حال تھا تو میں اُن سے معافیاں مانگنے لگ گیا اور اُس وقت شرمندگی سے بھی اور خوف سے بھی میری حالت عجیب تھی۔

(ماخوذ از کتاب ’’حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب‘‘ صفحہ 62۔ مؤلفہ احمد طاہر مرزا شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

تو یہ صبر کا نمونہ تھا جو باوجود اختیار ہونے کے ڈاکٹر صاحب نے دکھایا۔ اور یہ اعلیٰ اخلاق وہی دکھا سکتا ہے جس نے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کی ہو۔ حقیقی رنگ میں تزکیہ نفس ہو۔ بہرحال یہ حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحبؓ جیسا کہ مَیں نے کہا سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے دادا تھے۔ اور سید داؤد مظفر شاہ صاحب ڈاکٹر صاحب کے بیٹے حضرت حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب کے دوسرے بیٹے تھے۔

اِن لوگوں کے بارہ میں حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے معالجِ خاص تھے، اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ’’چوتھے فرزند اِس مقدس جوڑے کے (یعنی حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب اور اُن کی اہلیہ کے) حضرت حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب تھے جو نہایت با اخلاق بزرگ تھے۔ آپ نہ صرف خدا تعالیٰ کے ساتھ عشق و محبت کا خاص تعلق رکھتے تھے بلکہ خیر خواہیٔ خلق کا جذبہ بھی اعلیٰ درجہ کا پایا جاتا تھا۔ آپ کی محبت کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ بزرگوں کا ادب کرنا اور چھوٹوں پر شفقت کرنا آپ کا خاصہ تھا۔ آپ کی دعاؤں کے صدقے آپ کے بیٹے بھی نیک اور پارسا ہیں‘‘۔ (یعنی آپ کے دونوں بیٹے جن میں سے ایک سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور دوسرے سید مسعود مبارک شاہ صاحب ہیں)

سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ’’ان میں ایک خوش بخت وہ بھی ہیں جن کے نکاح میں حضرت المصلح الموعود نے اپنی ایک لختِ جگر دے دی اور اللہ تعالیٰ نے اس جوڑے کو چھ بچے عطا فرمائے۔

(الفضل ربوہ 3 فروری 1962ء۔ بحوالہ کتاب ’’حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب‘‘ صفحہ 60۔ مؤلفہ احمد طاہر مرزا شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب کے یہ بیٹے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دامادی میں آئے، یہ سید داؤد مظفر شاہ صاحب تھے اور انہوں نے بھی اپنے باپ دادا کی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی خصوصیات بہت زیادہ لی ہوئی تھیں۔ عبادت میں شغف، قرآنِ کریم سے محبت، عاجزی اور انکساری، ہر ایک سے نہایت ادب اور احترام سے ملنا یہ آپ کا خاصہ تھا۔ بلکہ اپنی اہلیہ کے چھوٹے بھائیوں کی بھی غیر معمولی عزت اور احترام اس لئے کرتے تھے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں۔ بعض دفعہ قریبی تعلقات میں اونچ نیچ ہوجاتی ہے لیکن جب بھی آپ سمجھتے کہ ماحول خراب ہورہا ہے تو نہ صرف خاموش ہو جاتے بلکہ اِن چھوٹوں کے ساتھ بھی اس طرح عزت اور احترام کا سلوک کرتے کہ بات بڑی خوش اسلوبی سے ختم ہوجاتی یا وہاں سے اُٹھ کے چلے جاتے۔ بلکہ مَیں نے دیکھا ہے کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے خاص طور پر آپ کی جو اولاد تھی، اُس کی آگے اولادوں کی بھی اس طرح عزت و احترام کیا کرتے تھے کہ عجیب لگا کرتا تھا۔ صرف اس لئے کہ اُن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خون کا رشتہ ہے۔ بعض دفعہ دوسروں کے لئے اِن کے عزت و احترام کو دیکھ کر مَیں خود بھی محسوس کرتا تھا کہ یہ ضرورت سے زیادہ احترام کرتے ہیں جو میرے خیال میں اُن حالات میں مناسب نہیں ہوتا تھا۔ لیکن جو نیکی اور شرافت آپ کی سرشت میں تھی اُس کا تقاضا یہی تھا کہ ایسے عمدہ اخلاق کا نمونہ آپ دکھائیں۔

سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور اُن کی اہلیہ سیدہ امۃ الحکیم بیگم صاحبہ، یہ بھی ایک خوب اللہ ملائی جوڑی تھی۔ نیکیوں کے بجالانے اور اعلیٰ اخلاق دکھانے میں یہ دونوں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔ عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ گھروں میں میاں بیوی کی بعض دفعہ اس لئے اَن بَن ہوجاتی ہے کہ یہ خرچ کیوں ہوگیا؟ وہ خرچ کیوں ہوگیا؟ اس جوڑے کی اِن دنیاوی خرچوں کی طرف تو سوچ ہی نہیں تھی۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ اِن کی کوشش ہوتی تھی کس طرح کسی ضرورتمند کی مدد کی جائے۔ اگر میاں نے کوئی مدد کی ہے تو بیوی کہتی کہ اور کردینی چاہئے تھی۔ اگر بیوی نے کی ہے تو میاں کہتا کہ اگر میرے پاس اور مال ہوتا تو مَیں مزید دے دیتا۔ حضرت سید داؤد مظفر شاہ صاحب نے خود بیان کیا کہ سیدہ امۃ الحکیم بیگم صاحبہ جن کی آٹھ نو سال پہلے وفات ہوئی ہے، وفات کے بعد وہ کئی دفعہ مجھے خواب میں آکے کہتی ہیں کہ فلاں غریب کی اتنی مدد کردو اور فلاں کو اتنا صدقہ دے دو اور شاہ صاحب فوراً اُس کو عملاً پورا کردیتے تھے۔ جو بھی اُن کی آمد ہوتی تھی اپنے پر تو کم ہی خرچ کرتے تھے دوسروں کو دے دیا کرتے تھے۔ دونوں میاں بیوی کو مَیں نے دیکھا ہے اور بعض لوگوں نے بھی مجھے بتایا ہے کہ اُن کے پاس اگر ہزاروں بھی آتا تھا تو ہزاروں بانٹ دیا کرتے تھے۔ یہ پرواہ نہیں کی کہ ہمارے پاس کیا رہے گا؟

مَیں نے جب اُن کی زمینوں کا انتظام سنبھالا ہے تو جیسے ہمارے زمینداروں کا طریق ہوتا ہے کہ سال کی گندم چاول وغیرہ فصل کی کٹائی کے بعد گھر کے خرچ کے لئے جمع کرلی جاتی ہے۔ تو پہلے سال جب مَیں نے سیدۃ امۃ الحکیم صاحبہ سے پوچھا کہ کتنی گندم چاہئے۔ تو انہوں نے مجھے کہا کہ ایک سو بیس مَن۔ مَیں نے کہا آپ کے گھر کا خرچ تو زیادہ سے زیادہ بیس، پچیس، تیس مَن ہوگا۔ تو انہوں نے کہا کہ میرا یہی خرچ ہے کیونکہ مَیں نے بہت سے غریبوں کو بھی گندم دینی ہوتی ہے۔ کئی لوگوں کی سالانہ گندم لگائی ہوئی تھی۔ یہی حال حضرت شاہ صاحب کا تھا۔

سید داؤد مظفر شاہ صاحب میرے خالو بھی تھے اور خسر بھی۔ اُن کی بے شمار خوبیاں تھیں۔ اُن کی خوبیوں یا اپنی خالہ کی خوبیوں کا مَیں اس لئے ذکر نہیں کررہا کہ قرابت داری تھی، رشتے داری تھی یا دامادی کی وجہ سے تعلق تھا۔ اُن دونوں کو مَیں نے بچپن سے ہی اس طرح دیکھا ہے جس کا طبیعت پر بڑا اثر تھا۔ خاموش، دعاگو، بچوں سے بھی ہنس کے ملنا، خوش اخلاقی سے ملنا، عزت و احترام دینا اور ہر قسم کی دنیا داری کی باتوں سے پاک تھے۔ ہمارے ایک عزیز نے لکھا اور بڑا صحیح لکھا کہ سید داؤد مظفر شاہ صاحب بہت پیارے وجود تھے۔ خاموش، دعاگو اور ہر وقت زیرِ لب دعاؤں میں مصروف۔ دُکھ درد میں دوسروں کے کام آنے والے اور عبادت میں گہرا شغف رکھنے والے تھے۔

آپ کی بعض اور خصوصیات اور آپ سے اللہ تعالیٰ کے سلوک کا بھی ذکر کروں گا لیکن پہلے ننہال کے بارہ میں بتادوں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ننہال بھی، اِن کے نانا حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صحابی تھے جو جماعت میں بزرگی کا ایک مقام رکھتے ہیں۔ بڑا لمبا عرصہ مفتی سلسلہ بھی رہے۔ آپ کی نمازوں کی لمبائی اور گہرائی کا پُرانے بزرگ بڑا ذکر کرتے ہیں۔ سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں کسی نے لکھا کہ حضرت مولوی صاحب ایک دفعہ مسجد میں کھڑے سنتیں پڑھ رہے تھے یا نفل پڑھ رہے تھے اور بڑی دیر سے ایک ہی نیت باندھ کے، ایک کونے میں لگے ہوئے کھڑے تھے۔ کہتے ہیں کہ کافی وقت گزر گیا تو تجسس

پیدا ہوا کہ جا کر دیکھوں یہ کس طرح نماز پڑھتے ہیں؟ تو وہ شخص جب اُن کے قریب گیا تو دیکھا کہ ہلکی آواز میں اِیَّـاکَ نَـعْبُدُ وَاِیَّا کَ نَسْتَعِیْن (الفاتحہ:5) بار بار دہرائے جا رہے ہیں اور بڑا لمبا عرصہ اُسی طرح دہراتے رہے۔ حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ باجماعت نمازیں بھی پڑھایا کرتے تھے، امامت کروایا کرتے تھے اور باجماعت نمازیں بھی اِن کی بہت لمبی ہوا کرتی تھیں۔ بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا سید داؤد مظفر شاہ صاحب اِن کے نواسے تھے۔

دعاؤں میں اور اعلیٰ اخلاق میں اعلیٰ معیار سید داؤد مظفر شاہ صاحب کو دونوں طرف سے ورثہ میں ملا تھا۔ بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنا اور اُسے نبھانا بھی کسی کسی کا کام ہے، ہر کوئی نہیں کرتا۔ لیکن سید داؤد مظفر شاہ صاحب نے اسے خوب نبھایا۔ یہ اُن بزرگوں میں سے تھے جن کو جب دعا کے لئے کہہ دو تو اُس وقت تک دعا کرتے رہتے تھے جب تک وہ خود آکر نتائج سے آگاہ نہ کر دے۔ مجھے خود بھی پتہ ہے اور بعضوں نے مجھے لکھا بھی کہ اکثر کہتے تھے کہ لوگ دعا کے لئے کہتے ہیں اور پھر بتاتے نہیں کہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ سال بعد یا کئی مہینوں بعد پتہ چلتا ہے کہ وہ تو عرصہ ہوا اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گیا۔ لیکن یہ اُس شخص کے لئے دعائیں کرتے چلے جا رہے تھے۔ کوئی ذرا سی بھی اِن کی خدمت کر دیتا تو اُس کے ممنونِ احسان ہو جاتے اور بڑی باقاعدگی سے پھر اُس کے لئے نام لے کر دعا کیا کرتے تھے۔ جن جن ڈاکٹروں نے اُن کی خدمت کی ہے اُن کے لئے تو بہت دعائیں کرتے تھے۔ مکرم ڈاکٹر نوری صاحب ربوہ آنے سے پہلے بھی جب بھی ربوہ آتے تھے، اگر اُن کو سید داؤد مظفر شاہ صاحب کو دیکھنے کے لئے بلایا جاتا یا اُن کی کسی بیماری کے بارہ میں کہا جاتا تو ضرور آ کے دیکھا کرتے تھے۔ اور شاہ صاحب بھی اُن کے لئے پھر بہت دعائیں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی دعائیں ہمیشہ جاری رکھے کیونکہ ڈاکٹر صاحب بھی بڑے نافع الناس وجود ہیں۔ اِسی طرح ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بھی باقاعدہ حضرت شاہ صاحب کے علاج کے لئے آیا کرتے تھے۔ ایک لمبے عرصے سے سید داؤد مظفر شاہ صاحب دل کے مریض تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ زیادہ طبیعت بگڑ گئی اور ڈاکٹروں کو بلانا پڑا تو ڈاکٹر خالق صاحب فوراً پہنچتے تھے۔ ڈاکٹر خالق صاحب نے مجھے لکھا کہ جب بھی مَیں اُن کی بیماری میں جاتا تھا یا وہ ہسپتال میں داخل ہوتے تھے تو ہمیشہ ڈاکٹر صاحب کو کہا کرتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب دعا کریں کہ کبھی ایسا وقت نہ آئے جب دعا اور عبادت سے محروم رہ جاؤں۔ اور میرا انجام بخیر ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انجام بخیر کی تو بعض لوگوں کو خوابیں بھی دکھائیں۔ اُن کے ایک بھتیجے نے ہی دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ آئے ہیں (چند دن پہلے کی بات ہے) اور سید داؤد مظفر شاہ صاحب کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ خود انہوں نے بھی دیکھا۔ یہ ایک لمبی خواب ہے لیکن اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک کُرسی اُن کے لئے مخصوص کی ہوئی ہے۔ ایک خاتون جو اُن کو زیادہ نہیں جانتی تھیں، اُنہوں نے بھی دیکھا جس کا خلاصہ یہ ہے (ایک لمبی خواب ہے) کہ اُن کے دل میں (اُس خاتون کے دل میں) خواب میں ہی ڈالا جاتا ہے کہ شاہ صاحب ایک بڑے بزرگ ہیں۔ ایسے بزرگ جن کا خدا تعالیٰ کے پاس ایک بڑا مقام ہے۔ خود بھی انہوں نے ایک دفعہ یہ خواب دیکھی کہ اُن کی اہلیہ سیدہ امۃ الحکیم بیگم صاحبہ ایک جگہ ہیں جو بہت اونچی جگہ ہے۔ وہ وہاں بہت خوش ہیں اور آپ کو کہتی ہیں کہ آپ بھی آجائیں۔ تو اس پر کسی فرشتے نے یا خدا تعالیٰ نے کہا۔ آواز آتی ہے کہ یہ ابھی نہیں آئے گا کیونکہ اس نے ابھی کچھ دعائیں کرنی ہیں۔

دعاؤں اور عبادت میں شغف تو اِن کو اپنے دادا کی تربیت کی وجہ سے بھی ہوا۔ نانا کی صحبت کی وجہ سے بھی ہوا۔ دادا کے پاس یہ رہتے تھے۔ حضرت سید ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب آخری عمر میں جب بہت زیادہ کمزور ہو گئے تو آپ نمازوں کے لئے مسجد نہیں جایا کرتے تھے لیکن گھر پر نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے تھے اور سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے امامت کروایا کرتے تھے۔ اُس وقت اُن کی عمر سترہ سال تھی۔ سید داؤد مظفر شاہ صاحب اس بارہ میں خود اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں کہ ’’حضرت شاہ جی (یعنی ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب) کی آخری عمر کے حصے میں مَیں نے اکثر ان کو نمازیں باجماعت پڑھائی تھیں۔ خصوصاً جمعہ کی نمازیں۔ وہ نماز باجماعت کے بڑے ہی پابند تھے۔ جب تک صحت مند رہے مسجد میں جا کر نمازیں پنجوقتہ ادا کیا کرتے تھے۔ جب چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تو پھر نمازیں گھر میں ہی باجماعت ادا کیا کرتے تھے۔ اس کے لئے ایک مسجد نما ٹکڑا گھر کے اندر اور ایک مسجد نما چبوترا باہر باغ کے اندر بنوایا تھا۔ وہاں مغرب کی نماز باجماعت ادا کیا کرتے تھے۔ اِس نماز میں باہر کے چند دوست آکر شریک ہوا کرتے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد عموماً روزانہ حضرت شاہ جی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظمیں سنایا کرتے تھے‘‘۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ جمعہ کی نماز مَیں نے نہیں پڑھائی، مسجد اقصیٰ میں پڑھنے چلا گیا۔ واپس آیا تو حضرت شاہ جی (بڑے) ناراض ہوئے۔ کہنے لگے تم نے مجھے نماز نہیں پڑھائی۔ تمہارا ابّا آئے گا (یعنی ان کے والد سید محمود اللہ شاہ صاحب جو افریقہ میں تھے) تو مَیں تمہاری شکایت کروں گا‘‘۔ اُس کے بعد پھر شاہ صاحب (حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب) کچھ عرصے بعد ہی وفات پا گئے۔

سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ایک خاص سلوک تھا۔ دنیا اُن کا مقصود نہیں تھا۔ اِس لئے کوئی غیر معمولی مالی کشائش تو بے شک نہیں تھی۔ جو تھا اُس پر بھی شکر تھا۔ اور اس میں سے بھی غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد اس حد تک کرتے تھے جو اکثر بڑی بڑی رقموں والے اور پیسے والے نہیں کرتے۔ اُن کی ایک بہو جو اُن کے ساتھ ہی رہتی تھیں (اُن کے بیٹے صہیب کی بیوی) کہتی ہیں کہ جب کوئی رقم آتی تو آخری عمر میں نظر کی زیادہ کمزوری کی وجہ سے خود حساب کتاب نہیں لکھ سکتے تھے اس لئے مجھ سے (اپنی بہو سے) حساب کرواتے اور فرماتے تھے کہ پہلے تو وصیت کا حصہ نکالو، پھر یتیموں کا کچھ حصہ نکالو، پھر غریب طلباء کا حصہ نکالو اور نادار مریضوں کے علاج کے لئے نکالو، اس کے بعد اگر کوئی رقم بچ گئی تو اپنی ضرورت کے لئے رکھتے تھے۔ اور دوسرے مجھے بھی علم ہے کہ جماعتی تحریکات میں، وقفِ جدید، تحریکِ جدید اور تحریکات میں بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ اِن کے بچے بتاتے ہیں کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ بچوں کو پوچھتے تمہیں کوئی پریشانی ہے؟ جب کہ اُن کے سامنے کوئی ذکر نہیں ہوا ہوتا تھا اور چند سال سے نظر بھی جیسا کہ مَیں نے کہا اتنی گر گئی تھی کہ چہرے کے تاثرات سے بھی دیکھ کر اندازہ نہیں لگا سکتے تھے کہ کیا پریشانی ہے؟ بلکہ ان کے بیٹے محمود نے مجھے لکھا کہ بعض دفعہ پریشانی کے حالات ہوتے تھے تو ایک دو دن بعد ابّا پوچھتے تھے کہ فلاں شخص سے کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی۔ اور یہ ایسی باتیں ہوتی تھیں جو حقیقت میں سچ ہوتی تھیں اور سوائے خدا کے انہیں اور کوئی نہیں بتا سکتا تھا۔ اور پھر آپ کو دعا کی تحریک ہوتی جس سے آسانیاں پیدا ہو جاتیں۔ اسی طرح ان کی بہو نے لکھا کہ میری بعض پریشانیاں تھیں۔ مجھے کہتے کہ تمہیں فلاں فلاں پریشانی ہے، حالانکہ ان کے پاس کبھی ذکر نہیں ہوا اور پھر اللہ کے فضل سے اُن کی دعا سے وہ پریشانی دور ہو جاتی۔

قرآنِ کریم سے بھی اُن کو ایک عشق تھا۔ روزانہ کئی سپارے پڑھ جاتے تھے۔ پانچ چھ سپارے کم از کم، بلکہ بعض دفعہ سات آٹھ۔ اور اس وجہ سے ایک بڑا حصہ یاد بھی تھا۔ مجھے ایک دفعہ رمضان میں کہنے لگے کہ نظر کمزور ہو رہی ہے۔ آنکھوں پر بڑا بوجھ پڑتا ہے۔ اب مَیں زیادہ قرآنِ کریم پڑھ نہیں سکتا جس کی مجھے بڑی تکلیف ہے۔ تو مَیں نے اپنے خیال میں بڑی دُور کی چھلانگ لگا کر کہا کیا فرق پڑتا ہے ایک دو سپارے تو آپ اب بھی پڑھ ہی لیتے ہوں گے۔ تو کہتے ہیں نہیں ابھی بھی، اس حالت میں بھی مَیں تین چار سپارے تو پڑھ ہی لیتا ہوں۔ تو یہ قرآنِ شریف سے اُن کا عشق تھا۔ جب مَیں نے کہا اتنا پڑھ لیتے ہیں تو پھر کیا حرج ہے۔ لیکن انہیں یہ بے چینی تھی کہ رمضان میں تو ہر وقت قرآنِ کریم مطالعہ میں رہنا چاہئے۔ اور آخری عمر میں دو تین سال پہلے تک جیسا کہ مَیں نے کہا نظر کی کمزوری کی وجہ سے بالکل ہی نہیں پڑھ سکتے تھے تو پھر جو حصہ یاد ہوتا تھا وہ پڑھتے تھے بلکہ سارا ہی یاد تھا۔ لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ اپنے پیار کا عجیب سلوک فرمایا۔ اپنے پوتے کو ایک دن کہنے لگے کہ قرآنِ کریم دیکھ کے تو مَیں پڑھ نہیں سکتا لیکن جب مَیں پڑھتا ہوں، یاد حصہ پڑھنا شروع کرتا ہوں اور جہاں بھول جاتا ہوں وہاں کوئی فرشتہ آ کے مجھے وہ حصہ یاد کروا جاتا ہے، پڑھا جاتا ہے۔ وہ دوہراتا ہے اور مَیں پیچھے دوہرا دیتا ہوں۔

اُن کے بڑے بیٹے کا مکان ربوہ میں بن رہا تھا تو بار بار اپنے بچوں سے پوچھتے تھے، کہاں تک پہنچا ہے؟ ایک دن اپنی چھوٹی بہو کو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مولود کا گھر دکھا دیا ہے۔ اور پھر نقشہ بتایا کہ یہاں یہ کمرہ ہے۔ اس طرح اُس کا نقشہ ہے۔ اور بغیر دیکھے بالکل وہی نقشہ تھا جو بن رہا تھا۔ ان کو سمجھایا بھی نہیں جا سکتا تھا کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ سمجھایا جا سکے۔ کوئی انہیں سمجھا سکے کہ کس طرح نقشہ ہے کیونکہ نظر بھی بہت کمزور تھی۔

اُن کے بچوں کے سپرد جو بھی جماعتی کام ہوتا اُس کے لئے بہت دعا کرتے۔ میرے ساتھ بھی دامادی کے بعد ایک خاص تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ میرے ذاتی اور جماعتی کاموں کے لئے بھی بہت دعائیں کیا کرتے تھے۔ اور خلافت کے بعد تو اس تعلق میں ایک عقیدت، احترام اور دعاؤں کے لئے بہت زیادہ درد پیدا ہو گیا تھا۔ جلسوں، تقریروں وغیرہ کی کامیابیوں کے لئے بہت دعا کیا کرتے تھے۔ ایسے بزرگ تھے جن کی دعاؤں کی قبولیت کا احساس ہو رہا ہوتا تھا۔ ہر دورے پر ایک خاص توجہ کے ساتھ میرے لئے دعا کیا کرتے تھے۔

ہمارے محلے کے بعض خدام جو ہمارے عزیزوں، بچوں میں سے ہی ہیں، رات کو محلے کی ڈیوٹیاں دیا کرتے تھے۔ 74ء میں حالات خراب ہوئے یا 74ء میں شاید یہ سندھ تھے۔ خاص طور پر 84ء میں جب حالات زیادہ خراب ہوئے، تو رات کو محلّے کی ڈیوٹیاں ہوتی تھیں۔ لڑکوں کو جاگنے کے لئے چائے کی عادت تھی، چائے پیا کرتے تھے تو اِن کا گھر ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ بچے آتے تھے، کچن سے چائے بنائی اور لے گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ لڑکے ڈیوٹی دے رہے ہیں اور چائے بھی پیتے ہیں تو رات خود اڑھائی بجے چائے بنا کر کھانے کی میز پر رکھ دیا کرتے تھے تا کہ اُن کو تکلیف نہ ہو اور وہ آکر لے جایا کرتے تھے۔ اِسی طرح کیونکہ رات کو بھی جلدی سونے کی عادت تھی اور پھر ڈیڑھ بجے اُٹھ جایا کرتے تھے۔ سوتے بھی تھوڑا ہی تھے۔ تہجد کے لئے اُٹھ جایا کرتے تھے اور اپنے لئے چائے بناتے تھے اور پھر ہماری خالہ کے لئے چائے بنا کے اُن کو تہجد کے لئے جگاتے۔ اسی طرح جب اِن کا چھوٹا بیٹا جامعہ میں داخل ہوا ہے تو اس کو باقاعدہ تہجد کے لئے اُٹھاتے اور اُس کو کہتے تمہاری چائے تیار ہے۔ چائے پیو اور تہجد پڑھو۔

جوانی سے ہی آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک سلوک رہا ہے۔ سندھ میں رہے ہیں۔ وہاں چھوٹے چھوٹے واقعات تو مختلف ہوتے رہتے ہیں مثلاً ان کے ایک بیٹے نے لکھا کہ وہاں سانپ وغیرہ بہت ہوتے تھے اور جس زمانے میں یہ وہاں رہے ہیں، اُس زمانے میں تو نئی نئی آبادی ہو رہی تھی اور سانپ بہت زیادہ نکلا کرتے تھے اور بڑے بڑے خطرناک سانپ ہوتے تھے۔ ایک دن کہتے ہیں میری طبیعت خراب تھی مَیں نے سوچا کہ فجر کی نماز گھر میں پڑھ لیتا ہوں لیکن پھر کسی غیبی طاقت نے مجھے کہا کہ نہیں، مسجد جاؤ۔ ساتھ ہی مسجد ہے۔ جب واپس آئے تو دیکھا

کہ دو بڑے بچے (اس وقت چھوٹی عمر میں ان کے جو دو بڑے بچے تھے وہ) چار پائی پر سو رہے ہیں اور ایک بڑا اسارا کالا ناگ چار پائی پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہے تو انہوں نے فوراً اُس کو مارا۔ اگر یہ سو جاتے تو سانپ کچھ بھی نقصان پہنچا سکتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کا اس طرح کا سلوک ہے اور اس طرح کے بہت سے واقعات اِن کی زندگی میں ہیں۔

سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور اِن کے بھائی سید مسعود مبارک شاہ صاحب دونوں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتے تھے۔ وہیں سے انہوں نے بی۔اے کیا۔ اپنی شرافت اور ڈسپلن کا پابند ہونے کی وجہ سے سٹاف اور طلباء دونوں میں بڑے مشہور تھے۔ سارے کالج میں مشہور تھا کہ اِن جیسا اور کوئی شریف آدمی نہیں۔ ایک دفعہ ان کے ایک عزیز کو شرارت سوجھی۔ انہوں نے ہوسٹل کے وارڈن یا سپرنٹنڈنٹ کی کچھ چیزیں اُٹھالیں اور اِن کے کمرے میں لا کر چُھپا دیں۔ انتظامیہ نے فوری طور پر کارروائی شروع کر دی۔ پتہ لگ گیا اور ہوسٹل کے ہر کمرے کو چیک کیا گیا اور جب اِن کے کمرے کے قریب آتے تو کہتے کہ نہیں یہ دونوں بچے شریف ہیں، اِن کے ہاں نہیں ہو سکتا۔ اور حقیقت یہ تھی کہ اُن لڑکوں نے انہی کے کمرے میں وہ چیزیں چھپائی ہوئی تھیں۔ خیر اِن کو یہ نہیں پتہ تھا۔ یہ کمرے میں گئے تو دیکھا کہ وہاں چیزیں پڑی ہیں تو بڑے پریشان ہوئے کہ اب سچ بھی بولنا ہے لیکن ساتھ ہی یہ فکر بھی تھی کہ ساتھیوں کو سزا ملے گی تو اُن کو سزا سے کس طرح بچایا جائے؟ کہتے ہیں جب چیکنگ ختم ہوئی تو جلدی سے سامان انہوں نے اُٹھایا اور ہوسٹل سپرنٹنڈنٹ کے کمرے کے سامنے جا کے رکھ دیا۔ بہر حال کہتے ہیں کہ شکر ہے انتظامیہ نے مزید تحقیق نہیں کی کیونکہ انتظامیہ کو دونوں بھائیوں کی شرافت پر بہت یقین تھا ورنہ انہیں تو سچ ہی بولنا تھا اور جس عزیز پر اِن کو شک تھا اُس کا نام آ جانا تھا اور سزا ملنی تھی۔

جیسا کہ مَیں نے کہا انہوں نے گورنمنٹ کالج سے بی۔اے کرنے کے بعد پھر حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر 1944ء میں زندگی وقف کرنے کا خط لکھا۔ آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کو لکھا کہ مَیں بار بار آپ کو خواب میں دیکھ رہا ہوں اِس لئے مَیں زندگی وقف کرتا ہوں اور اپنے بھائی کو بھی تحریک کی کہ وہ بھی زندگی وقف کریں۔ پھر دونوں نے زندگی وقف کی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایم این سنڈیکیٹ کے تحت سندھ کی زمینوں پر اِن کو بھجوا دیا۔ وہاں یہ کافی عرصہ رہے۔ پھر تقریباً گیارہ سال 82ء سے 93ء تک وکالتِ تبشیر میں بھی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ وقت پر دفتر جاتے تھے۔ اپنے جو مفوضہ کام ہیں وہ سرانجام دیتے۔ کوئی زائد بات نہیں۔ بعضوں کو بیٹھ کے گپیں مارنے کی عادت ہوتی ہے۔ ان کے افسران جو تھے اِن سے عمر میں چھوٹے بھی تھے اور بعض قریبی عزیز بھی تھے، لیکن کامل اطاعت اور عاجزی کے ساتھ اپنے افسران کے دیئے ہوئے کام کو سرانجام دیتے۔ کبھی شکوہ نہیں کیا کہ اتنا کام دے دیا ہے؟ یہاں ہمارے مبلغ لئیق طاہر صاحب ہیں انہوں نے مجھے لکھا کہ جب مَیں نائب وکیل التبشیر تھا تو بڑی عاجزی سے کام کرتے تھے اور بڑی عزت سے پیش آیا کرتے تھے۔ اتنی زیادہ عزت کرتے تھے کہ شرمندگی ہونی شروع ہو جاتی تھی۔ کبھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ مَیں حضرت مصلح موعودؓ کا داماد ہوں یا دو خلفاء کا بہنوئی ہوں۔ ایک خاموش دعا گو بزرگ، زیرِ لب دعائیں کرتے ہوئے دفتر میں آتے تھے اور اپنا دفتر کا کام کر کے چلے جاتے تھے۔ ایک فرشتہ سیرت انسان تھے۔ جس کا بھی آپ سے واسطہ پڑا آپ کی تعریف کرتا ہے۔ غریبوں کی عزت اور احترام بھی اِس طرح کرتے جس طرح کسی امیر کا۔ کسی حق بات پر امیر کو غریب پر فوقیت نہیں دی۔ بعض لوگ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے آپ پر اعتماد کی وجہ سے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کرتے رہے اور کی بھی۔ بشری تقاضا بھی ہے اور قواعد بھی اجازت دیتے ہیں کہ آپ ان نقصان پہنچانے والوں کے خلاف کارروائی کر سکتے تھے لیکن آپ نے ہمیشہ اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑا۔ اور مَیں نے دیکھا ہے کہ جب ایسے لوگوں کی، جو کسی نہ کسی طرح اِن کے خلاف رہے ہیں، گرفت ہوئی ہے تو وہ حضرت شاہ صاحب کے پاس اُن کے دروازے پر آتے تھے اور معافیاں مانگتے تھے اور سید داؤد مظفر شاہ صاحب نے ہمیشہ انہیں معاف فرمایا۔ یہ بھی نہیں کہا کہ تم نے جو مجھے نقصان پہنچایا ہے اُس کا مداوا کس طرح ہوگا؟ یہ تھے وہ بزرگ جن کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ کسی سے بُغض، حسد اور کینہ نہیں رکھتے بلکہ نقصان پہنچانے والے سے بھی جب اُس نے معافی مانگی تو شفقت کا سلوک ہی فرمایا۔ یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے حقیقی رنگ میں تزکیہ نفس کیا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کے نکاح پر جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا، اُس میں سے بعض حصے پڑھنا چاہتا ہوں تا کہ اگلی نسل کو بھی اِن باتوں کو سامنے رکھنے کا احساس پیدا ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے چار بچوں کا نکاح پڑھایا جن میں سے ایک آپ کی بیٹی سید داؤد مظفر صاحب کی اہلیہ تھیں۔ آپ نے خطبہ اس طرح شروع فرمایا تھا کہ:

"دنیا میں سب سے قیمتی وجود رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ زمانے کے گزرنے اور حالات کے بدل جانے کی وجہ سے چیزوں کی وہ اہمیت باقی نہیں رہتی جو اہمیت کہ اُن حالات کی موجودگی اور اُن کے علم کے ساتھ ہوتی ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے، اُس وقت دنیا کی جو حالت تھی اُس کا اندازہ آج لوگ نہیں کر سکتے۔ اگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ مبعوث نہ فرماتا تو آج دنیا میں دین کے معنی یہ سمجھے جاتے کہ بعض انسانوں کی پوجا کر لی، قبروں کی پوجا کر لی اور بتوں کی پوجا کر لی۔ قانون، اخلاق کو دنیا میں کوئی قیمت حاصل نہ ہوتی۔ مذہب کوئی اجتماعی جدوجہد کی چیز نہ ہوتا۔ خدا کے ساتھ بنی نوع انسان کا تعلق پیدا ہونا بالکل ناممکن ہوتا۔ بلکہ ایسے تعلق کو بے دینی اور لامذہبی قرار دیا جاتا ہے۔ بنی نوع انسان کے مختلف حصوں کے حقوق کی کوئی حفاظت نہ ہوتی۔ عورتیں بدستور غلامی کی زندگی بسر کر رہی ہوتیں۔ بُت بدستور پوجے جا رہے ہوتے۔ خدا تعالیٰ بدستور متروک ہوتا۔ غلامی بدستور دنیا میں قائم ہوتی۔ لین دین کے معاملات میں بدستور ظلم اور تعدی کی حکمرانی ہوتی۔ غرض دنیا آج وہ کچھ نہ ہوتی جو آج ہے..........."۔

اِس کے بعد کچھ حصہ مَیں چھوڑتا ہوں۔ یہ بیان کرنے کے بعد پھر آگے آپ فرماتے ہیں کہ"......دنیا میں جو اقوال اور جو باتیں لوگوں نے کہی ہیں، اُن میں سے راستبازی کے اعلیٰ معیار پر پہنچی ہوئی وہ بات ہے جو حسّان نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہی

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِىْ فَعَمِى عَلَىَّ النَّاظِرُ

مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ نے کہا۔ كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِى، تو میری آنکھ کی پُتلی تھا، فَعَمِىَ عَلَىَّ النَّاظِرُ، پس تیری موت کے ساتھ آج میری آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں۔ مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُت۔ اب تیرے مرنے کے بعد جو چاہے مرے۔ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ، مَیں تو تیری موت سے ڈرتا تھا۔ کسی اور موت کا مجھ پر اثر نہیں ہو سکتا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:"اِس شعر کے معنوں کی عظمت کا اس بات سے پتہ لگتا ہے جس کو لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اس شعر کا کہنے والا ایک نابینا شخص تھا۔ اگر ایک بینا شخص یہی شعر کہتا تو وہ صرف ایک شاعرانہ مذاق اور ایک ادبی لطیفہ کہلا سکتا تھا مگر اس شعر کے ایک نابینا شخص کے منہ سے نکلنے کی وجہ سے اس کی حقیقت بالکل بدل جاتی ہے۔ یعنی حضرت حسّان اس شعر میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے تو باوجود اس کے کہ میری ظاہری آنکھیں نہیں تھیں، پھر بھی مَیں بِینا ہی تھا۔ میری جسمانی آنکھیں نہ ہونے کی وجہ سے لوگ مجھے اندھا سمجھتے تھے لیکن مَیں اپنے آپ کو اندھا نہیں سمجھتا تھا کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مجھے دنیا نظر آ رہی تھی اور اب بھی لوگ یہ سمجھتے تھے کہ میں ویسا ہی ہوں حالانکہ میں ویسا نہیں۔ پہلے مَیں بِینا تھا لیکن اب مَیں اندھا ہو گیا ہوں۔ تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں سب سے قیمتی وجود تھے مگر اللہ تعالیٰ کے قانون کے ماتحت آپ بھی آخر ایک دن دنیا سے جدا ہو گئے..........."۔ پھر آگے چلتے ہوئے آپ بیان کرتے ہیں کہ"..........بہر حال رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے جیسا کہ حسانؓ نے کہا۔ مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ۔ ہر انسان پر یہ بات کھل رہی ہے کہ دنیا میں کوئی وجود بھی ہمیشہ نہیں رہا......"۔ پھر آگے آپ فرماتے ہیں کہ"......دنیا میں کوئی انسان بھی ایسا نہیں جو ہمیشہ قائم رہا ہو اور دنیا میں کوئی انسان بھی ایسا نہیں جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہو۔ اس صورت میں انسان کی ترقی کا مدار اس بات پر ہے کہ جانے والوں کے قائمقام پیدا ہوں۔ اگر مرنے والوں کے قائمقام پیدا ہوتے ہیں تو مرنے والوں کا صدمہ آپ ہی آپ مٹ جاتا ہے اور انسان سمجھتا ہے کہ اگر ہمارے پیدا کرنے والے کی مرضی ہی یہی ہے تو پھر جزع فزع کرنے یا حد سے زیادہ افسوس کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ عقل کے خلاف اور جنون کی علامت ہوگی..........."۔

پھر آگے آپ ایک عباسی بادشاہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ"......ایک دفعہ ایک عباسی بادشاہ ایک بڑے عالم سے ملنے گیا۔ جا کے دیکھا کہ وہ اپنے شاگردوں کو درس دے رہے تھے۔ بادشاہ نے کہا اپنا کوئی شاگرد مجھے بھی دکھاؤ۔ مَیں اس کا امتحان لوں۔ انہوں نے ایک شاگرد پیش کیا۔ بادشاہ نے اس سے بعض سوال پوچھے۔ اُس نے نہایت اعلیٰ صورت میں اُن سوالوں کا جواب دیا۔ یہ سُن کر بادشاہ نے کہا مَا مَاتَ مَنْ خَلَّفَ مِثْلَكَ۔ وہ شخص جس نے تیرے جیسا قائمقام چھوڑا کبھی نہیں مر سکتا کیونکہ اُس کی تعلیم کو قائم رکھنے والا تو موجود ہوگا۔ انسان کا گوشت پوست کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ گوشت پوست جیسے ایک چور کا ہے، ویسے ہی ایک نیک آدمی کا ہے۔ ہڈیاں جیسے ایک چور کی ہیں ویسے ہی نیک آدمی کی ہیں۔ خون جیسے ایک چور کا ہے ویسے ہی نیک آدمی کا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اُس کے اخلاق بُرے ہیں اور اِس کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے ہیں"۔ (یعنی چور کے اخلاق بُرے ہیں اور نیک آدمی کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے ہیں)۔"اُس کے اندر روحانیت نہیں اور اِس کے اندر اعلیٰ درجہ کی روحانیت پائی جاتی ہے۔ پس اگر اس کی وہ روحانیت اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق دوسرے میں باقی رہ جائیں گے تو یہ مرا کس طرح؟..........." (یعنی وہ اعلیٰ اخلاق اگر آئندہ نسلوں میں چل رہے ہیں تو پھر مرا نہیں۔) فرمایا کہ"......پس ساری کامیابی اس بات میں ہے کہ انسان کے پیچھے اچھے قائمقام رہ جائیں۔ یہی چیز ہے جس کے لئے قومیں کوشش کیا کرتی ہیں۔ یہی چیز ہے کہ اگر یہ قوم کو حاصل ہو جائے تو یہ بہت بڑا انعام ہے۔ آج تک کبھی دنیا نے یہ محسوس نہیں کیا کہ ساری کامیابی فتوحات میں نہیں بلکہ نسل میں ہے۔ اگر آئندہ نسل اعلیٰ اخلاق کی ہو تو وہ قوم مرتی کبھی نہیں بلکہ زندہ رہتی ہے۔ اور اگر آئندہ نسل اچھی نہ ہو تو اُس کی تمام فتوحات ہیچ اور لغو ہیں..........."۔

پھر آگے آپ فرماتے ہیں کہ"پس قوموں کی ترقی اُن کی آئندہ نسلوں کی ترقی پر منحصر ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارا زور اس بات پر ہونا چاہئے کہ آئندہ نسلوں میں ہم اپنے اچھے قائمقام چھوڑیں جو اسلام کی ترقی اور اسلام کے مستقبل کے ضامن ہوں۔ سب سے زیادہ یہ چیز نکاح سے ہی حاصل ہوتی ہے"۔ (نکاح کا خطبہ دے رہے ہیں فرمایا کہ اچھی نسل جو ہے سب سے زیادہ نکاح سے ہی حاصل ہوتی ہے)" اور نکاحوں سے ہی نئی نسل آتی ہے۔

اس لئے نکاح انسانی زندگی کا سب سے اہم کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے بارہ میں استخارہ کرنے، غور وفکر سے کام لینے" (یہ بھی خاص طور پر نوجوان لڑکوں، لڑکیوں کو اور خاندانوں کو سوچنے کی ضرورت ہے) " نکاح کے بارہ میں استخارہ کرنے، غور وفکر سے کام لینے اور جذبات کی پیروی کرنے سے روکنے کی تعلیم دی ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ نکاح ایسے رنگ میں ہونے چاہئیں کہ نیک اور قربانی کرنے والی اولاد پیدا ہو۔ پھر فرمایا ساری خرابی اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ اولاد کو مقدم رکھا جاتا ہے اور اس کی ناز برداری کی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ناز برداری کی وجہ سے دین کی روح اُن کے اندر سے مٹ جاتی ہے۔ قرآنِ مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ شخص دین دار نہیں جو اپنی اولاد کی ناز برداری کرتا ہے اور اُس کو دین کے تابع نہیں رکھتا۔ دین دار وہ ہے جو اپنی اولاد کو دین کے تابع رکھتا ہے۔ جو شخص اپنی اولاد کو دین کے تابع رکھے گا وہ کبھی اپنی نسل کو خراب نہیں ہونے دے گا کیونکہ ناز برداری سے ہی نسلیں خراب ہوتی ہیں"۔ پھر فرمایا" پس اسلامی زندگی میں اہم ترین چیز نکاح ہے۔ جیسے عمارت کے لئے بنیاد کھودی جاتی ہے اور اس کو کاٹا جاتا ہے۔ لیکن اگر بنیاد پختہ نہیں ہوگی تو عمارت گر جائے گی۔ اسی طرح اگر نکاح میں غور وفکر اور دعا سے کام نہ لیا جائے تو نکاح بھی بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ گویا وہ چیز جس سے خوشی ہو رہی ہوتی ہے درحقیقت وہی خطرے کا وقت ہوتا ہے............"۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ" ....مَیں نے اپنے بچوں کے نکاحوں میں کبھی بھی اس بات کو مدّنظر نہیں رکھا کہ اُن کے نکاح آسودہ حال اور مالدار لوگوں میں کئے جائیں اور مَیں نے ہمیشہ جماعت کے لوگوں کو بھی یہی نصیحت کی ہے کہ جماعت کے لوگ اس بات کی طرف چلے جاتے ہیں کہ اُنہیں ایسے رشتے ملیں جو زیادہ کھاتے پیتے اور آسودہ حال ہوں۔ ہمیں ایسے رشتے ملے ہیں مگر ہم نے اُن کو ردّ کر دیا تا کہ ہمارا جو معیار ہے وہ قائم رہے"۔

(الفضل 6/اپریل 1945ء صفحہ 1 تا 3۔ بحوالہ خطبات محمود جلد نمبر 3 فرمودہ 30 مارچ 1945ء صفحہ 580 تا 587) ہر ایک کو اپنے معیار کے مطابق رشتے کرنے چاہئیں۔ پس یہ اصول ہیں جو عمومی طور پر بھی سامنے رکھنے چاہئیں۔ رشتوں میں بھی یہ بات آئی تو مَیں نے تو سوچا کہ یہ بیان کر دوں کہ ہمارے ہاں آج کل یہ بڑے مسائل اُٹھ رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خاندان کے افراد بھی اور جماعت کے افراد بھی اپنی شادیوں میں یہ بات مدّنظر رکھیں کہ اصل چیز دین ہے اور ایک احمدی کا مقصود اللہ تعالیٰ سے تعلق اور دین کی خدمت ہے۔ دنیا کو بھی دین کے تابع کرنا ہے۔ دین کو دنیا کے تابع نہیں کرنا۔ یہی چیز ہے جس طرح کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے جو قومی زندگی کے ہمیشہ زندہ رہنے کا ذریعہ ہے۔ جماعت کا جب بھی کوئی نیک شخص اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو جماعت کے افراد کو اور خاص طور پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کو کہ جب اُن کے خاندان میں سے کوئی رخصت ہو تو نیکی اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ایک نئی سوچ کے ساتھ اپنے راستے متعین کرنے چاہئیں۔ دنیا تو چندروزہ ہے ختم ہو جائے گی۔ دائمی رہنے والی چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے چار بیٹے مختلف حیثیت سے جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔ تین بیٹیاں ہیں۔ ایک میری اہلیہ اور دو دوسری بہنیں، دونوں واقفینِ زندگی سے بیاہی گئی ہیں۔ اللہ کرے کہ اِن کی اولادیں اور آگے نسلیں بھی ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہوں۔ دو بیٹے جو واقفِ زندگی نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے والدین کی طبیعت کا اثر لئے ہوئے ہیں، کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی خدمت کرتے ہیں، کر رہے ہیں اور کرتے رہے ہیں۔ یہ بھی اور تمام اولاد بھی اور ان کی اولاد بھی ہمیشہ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرنے والی ہو اور اِن کی دعائیں ہمیشہ اُن کو لگتی رہیں۔ اسی طرح ہمارے تمام بزرگوں کی اولادیں، صحابہ کی اولادیں ہمیشہ اپنے والدین کے، اپنے آباؤ اجداد کے نمونے دیکھنے والی ہوں اور نیک نسل آگے چلانے کے لئے دعا اور اپنے عمل سے کوشش کرنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ نمازِ جمعہ کے بعد انشاء اللہ سید داؤد مظفر شاہ صاحب کا مَیں نمازِ جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ☆ ☆ ☆ ☆

امانت سیٹلائٹ فنڈ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو ملنے والے بے شمار افضال وانعامات میں سے ایک عظیم انعام MTA کی صورت میں ملا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دُنیا میں ڈیجیٹل لائن پر (24) چوبیس گھنٹے جاری ہے۔ اور روز بروز ترقی کی نئی سے نئی منازل طے کر رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے خُطبات جمعہ و دیگر ایمان افروز خطاب و پروگرام بذریعہ MTA براہ راست دیکھنے اور سُننے کو ملتے ہیں اور یہ نظام سارے کا سارا ہی حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات کے گرد گھومتا ہے۔ عالم گیر جماعت احمدیہ کے مُخیّر احباب اس فنڈ میں حسب توفیق حصّہ لے رہے ہیں۔ ہندوستان کی جماعتوں کے بعض مُخیّر احباب بھی اسمیں حصّہ لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں غیر معمولی برکت عطا کرے۔ آمین۔ ایسے افراد جو اب تک اس بابرکت تحریک میں شامل نہیں ہیں اُن سے درخواست ہے کہ وہ حسب توفیق سٹیلائٹ فنڈ میں چندہ ادا کریں۔ یہ چندہ سارے کا سارا مرکز میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع ہوگا۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند متوجّہ ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے جنوری ۱۹۰۶ء میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ اور حضرت مولانا برہان الدینؓ کی وفات کے بعد ان جیسے علماء اور خدّامِ دین تیار کرنے کے لئے "شاخِ دینیات" کی بنیاد رکھی جو بعد میں مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کہلائی۔ اب تک اس ادارے سے سینکڑوں مبلّغ تیار ہو کر اکنافِ عالم میں تبلیغ اسلام کرتے رہے ہیں اور ہنوز کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مسیح موعودؑ کا مذکورہ بالا مقصد کماحقہ تب ہی پورا ہو سکتا ہے جب کہ امراء کرام، صدر صاحبان و مبلغین کرام خدمت دین کا جزبہ رکھنے والے اور اعلی دینی علوم حاصل کرنے کی استعداد و قابلیت رکھنے والے طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلے کے لئے بھجوائیں۔

شرائط داخلہ: جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے درجہ ذیل شرائط ہیں۔

۱۔ درخواست دہندہ نے کسی بھی حکومتی یا سرکاری بورڈ سے میٹرک Second Devision میں پاس کیا ہو نیز انگریزی اور حساب کا مضمون یقینی طور پر پاس کیا ہو اور داخلہ کے وقت طالبِ علم کی عمر 17 سال سے زائد نہ ہو اور غیر شادی شدہ ہو۔

۲۔ 2+ اور B.A پاس کر کے داخلہ لینے والے طالبِ علم کی عمر میں رعایت دی جائیگی۔

۳۔ جامعہ میں داخلہ کا امتحان پاس کرنے کے بعد نور ہسپتال قادیان کے ماہر ڈاکٹر صاحبان کی ایک کمیٹی ہر طالبِ علم کا مکمل طبّی معائنہ کریگی۔ انکی طرف سے مثبت رپورٹ ملنے پر ہی ان کا داخلہ ہوگا۔ اگر دورانِ تعلیم بھی ڈاکٹر صاحبان کی طرف سے طالبِ علم کی صحت کے متعلق منفی رپورٹ موصول ہوئی تو اس کا داخلہ بھی منسوخ کر دیا جائے گا۔

۴۔ داخلہ کے لئے قادیان آنے کے اخراجات خو برداشت کرنے ہونگے۔ داخلہ کے امتحان میں فیل ہو جانے یا کسی ڈاکٹر صاحب کی طرف سے منفی رپورٹ ملنے پر واپس جانے کے اخراجات خود برداشت کرنے ہوں گے۔

۵۔ داخلہ کیلئے آتے وقت قادیان کے موسم کے مطابق گرمی اور سردی کے کپڑے ساتھ لائیں۔ اسی طرح پنجاب کی گرمی اور سردی کے مطابق بستر، لحاف وغیرہ ساتھ لائیں۔

۶۔ امسال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے تحریری امتحان مورخہ 16 جولائی 2011ء بروز ہفتہ ہو گا۔ لہٰذا داخلہ لینے والے طلباء پرنسپل جامعہ احمدیہ کو خط لکھ کر جلد از جلد فارم منگوالیں۔ پھر اس فارم کی تکمیل کر کے مع سندات (میٹرک سرٹیفکیٹ) صدر اور امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ پرنسپل جامعہ احمدیہ کو 30 جون 2011ء تک بذیعہ رجسٹری ڈاک بھجوادیں۔ فارم ہر لحاظ سے مکمل اور درست اور سندات قواعد کے مطابق پائے جانے پر تحریری امتحان کیلئے قادیان بلایا جائے گا۔ یہ اطلاع بذریعہ ٹیلیفون کی جاسکتی ہے۔ رابطہ کیلئے اپنا ٹیلیفون نمبر ضرور لکھیں۔

نصاب برائے داخلہ ٹیسٹ: (1) قرآن کریم ناظرہ صحیح تلفّظ کے ساتھ آنا ضروری ہے۔ (2) قرآن کریم کی آخری دس سورتیں زبانی یاد ہوں۔ (3) دینی معلومات: "نصاب وقفِ نو" (دفتر وقفِ نو کی طرف سے 15-16 سال کی عمر کیلئے جو شائع شدہ ہے) (4) انگریزی کا ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا۔ (5) اردو چونکہ بہت سے صوبوں میں پڑھائی نہیں جاتی اور نہ بولی جاتی ہے اس لئے داخلہ کیلئے اردو جاننا ضروری نہیں۔ البتّہ طالب علم کے جائزہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ میں اردو کا امتحان بھی لیا جائیگا۔

ضروری نوٹ: ہندوستان کے تمام علاقہ جات میں میٹرک کے امتحان مکمّل ہو چکے ہیں اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ امتحان 16 جولائی 2011ء کو ہوگا لہٰذہ اس عرصہ میں خواہشمند اُمّید وار مقامی مبلّغ و معلّم یا کسی اور ذریعہ سے قرآن مجید ناظرہ اور اُردو روانی سے لکھنا اور پڑھنا سیکھتے رہیں۔

داخلہ برائے حفظ قرآنِ مجید: جامعہ احمدیہ قادیان میں مدرسہ تحفیظ القرآن بھی قائم ہے۔ اس کا تعلیمی سال بھی 16 جولائی سے شروع ہوتا ہے اس میں داخلہ لینے کیلئے درج ذیل شرائط ہیں۔

(1) امّیدوار کی عمر دس سال سے کم نہ ہو۔ (2) کم از کم پانچویں پاس ہو۔ (3) امیدوار کو ناظرہ قرآن مجید صحیح تلفّظ سے پڑھنا آتا ہو۔ (4) قوّتِ حافظہ کا ٹیسٹ لیا جائے گا۔ مثلاً کچھ حصّہ ایک معین عرصہ میں یاد کرنے کیلئے بچے کو دیا جائے گا۔ ان شرائط پر پورا اُترنے والے بچہ کا داخلہ ہو سکیگا، بصورتِ دیگر بچے کو واپس جانا ہوگا۔

نوٹ: داخلہ سے متعلق ہر قسم کی خط وکتابت پرنسپل جامعہ احمدیہ سے کی جائے۔ داخلہ فارم منگوانے اور پھر واپس بھجوانے اور دیگر معلومات کیلئے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

Principal Jamia Ahmadiyya, P.O:Qadian,
Distt.Gurdaspur, Punjab Pin-143516
(M)9876376447(H) 01872-221647(o) 01872-223873,Tel:

(پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

اُمت مسلمہ کے نام ایک دردمندانہ خط

(مکرم عظمت اللہ قریشی صاحب، بنگلور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھیں کھولے اور غفلت سے جگائے۔ اپنے ماحول میں آس پاس کے ماحول میں بلکہ دنیا کے ہر خطہ زمین میں دشمنانِ اسلام آپ کی اینٹ سے اینٹ بجانے پر تُلے ہوئے ہیں مگر نہ آپ کی آنکھیں کھلتی ہیں نہ آپ اپنی پرغفلت نیند سے جاگنے کی کوشش کرتے ہیں ہر صبح اپنی بربادیوں کے قصے اخباروں میں پڑھتے ہیں مگر بچنے کا بندوبست نہیں کرتے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر ان موجودہ حالات اور مسلمانوں کی کسمپرسی کی پیشگوئی فرمادی تھی اور ساتھ ہی اُس کا علاج اور حل بھی بتا دیا تھا کہ مسلمانوں کی سربلندی اور غلبہ اسلام کی مہم میں تیزی لانے کیلئے امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ فَاِذَا رَأَیْتُمُوْہُ فَبَایِعُوْہُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الثَّلْجِ فَاِنَّہٗ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیُّ۔

(ابوداؤد جلد ۲ باب خروج المہدی۔ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۱ ابن ماجہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۳۱۰ سطر ۴ باب خروج المہدی)

یعنی اے مسلمانو جب تم اُس کا زمانہ پاؤ تو اُسے میری طرف سے السلام علیکم کا پیغام دینا۔ اگر تمہیں برف کے تودوں پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے تو جاؤ اور اُس کی بیعت کرو کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ آپ وہی امام مہدی و مسیح موعود (علیہ السلام) ہیں جس کے آنے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں موجود ہے۔ آپؑ کے اس دعویٰ پر ۱۲۲ سال گزر چکے ہیں۔ آپ کی قائم کردہ جماعت جماعت احمدیہ تقریباً دنیا کے دوسو ملکوں میں قائم ہوکر تبلیغ اسلام کا اہم فریضہ ادا کرنے میں مصروف ہے۔ جماعت احمدیہ کی آمد کا واحد ذریعہ افراد جماعت کی مالی قربانی ہے۔ بچہ بڑا عورتیں سب اس مالی قربانی میں شامل ہیں۔ جماعت احمدیہ میں خلافت کا بابرکت آسمانی نظام قائم ہے۔ اس وقت جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ہیں تمام امور آپ کی سربراہی میں انجام پاتے ہیں۔ دنیا کی ۷۰ زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے ہوکر تقسیم ہورہے ہیں۔ ایسی سعادت اسلام کی طرف منسوب کسی اور مجلس یا تنظیم کو نہیں ملی ہے۔ اسی طرح سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمنوں کے جھوٹے اعتراضات والزامات کے جوابات ہیں اور خدمت خلق کے میدان میں افریقہ کے اور دیگر غریب ملکوں میں سینکڑوں مدرسے اسکول، کالج اور ہسپتال قائم ہیں۔ پانی کی سہولت کیلئے ہزاروں کی تعداد میں جماعت احمدیہ ٹیوب ویل لگا چکی ہے اور لگا رہی ہے۔ جس سے لاکھوں بندگان خدا فائدہ اُٹھا رہے ہیں قدرتی آفات و مصائب مثلاً زلزلے، طوفان اور سیلابوں وغیرہ کے وقت مدد کیلئے جماعت احمدیہ کا ادارہ Humanity First بھی ہے جو Red Cross کی طرز پر قائم ہے اور مصیبت زدگان کی مدد پر مامور ہے جو کہ گذشتہ سونامی اور پاکستان میں آئے زلزلے اور سیلاب کے وقت کام کرکے خراج تحسین حاصل کرچکا ہے۔ جماعت کا ٹی وی چینل M.T.A دنیا کے تمام براعظموں میں اپنے اسلامی پروگرام دکھاتا ہے جو دنیا کی سات مشہور زبانوں میں 24 گھنٹے جاری رہتا ہے۔ ہر پروگرام معلومات کا خزانہ اور پرلطف ہوتا ہے۔ یہ سارے کام افراد جماعت کے چندوں سے پورے ہوتے ہیں۔ ہر فرد اپنی آمد کا ایک متعین حصہ بیت المال میں ہر ماہ ادا کرتا ہے۔ یہ اُس پر فرض ہے کوئی جبر یا زیادتی نہیں ہے خوشی خوشی دیتا ہے۔ جماعت احمدیہ آج 198 ممالک میں پھیل چکی ہے اور ہر فردِ جماعت اسلام کا مبلغ ہے۔ ہر سال لاکھوں افراد بیعت کرکے جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ ہر فرد جماعت اپنے اپنے ملک کا وفادار ہوتا ہے۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی و خیر خواہی، ایثار و قربانی، پیار و محبت، بھائی چارہ اور خدمت خلق کے ذریعہ جماعت احمدیہ اسلام کی تبلیغ کرتی ہے اور یہی جماعت احمدیہ کے اہم اصول ہیں۔

چونکہ یہ ملاں تقویٰ سے عاری ہیں اس لئے تشدد پسند ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس زمانہ کے نام نہاد علماء کو آسمان وزمین کے درمیان بسنے والی مخلوقات میں سے بدترین مخلوق قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ انہیں میں سے فتنے نکل کر انہیں میں لوٹ جائیں گے۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم فصل الثالث صفحہ ۳۸)

پیارے بھائیو!

گذشتہ چار پانچ مہینوں میں اردو اخباروں کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے خلاف جو کچھ بھی ان نام نہاد ملاؤں نے مضامین و بیانات پھیلائے ہیں وہ سب جھوٹ ہے۔ ان میں ذرہ برابر بھی صداقت نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کی دن رات کی ترقی سے ملاں بوکھلا گیا ہے۔ اُس کے دل میں بغض وحسد کی آگ لگی ہوئی ہے۔ اور وہ دن رات اُس میں جل رہا ہے۔ اُسے اپنی دستار و پگڑی اور منبر کے چھن جانے کا خطرہ نظر آگیا ہے۔ اسی لئے ملاں جماعت احمدیہ کو نعوذ باللہ ایک جھوٹی جماعت قرار دیکر اپنی روزی روٹی کی حفاظت پر توجہ دے رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کو کبھی کافر کبھی زندیق کبھی مرتد کبھی واجب القتل قرار دیتا ہے تو کبھی جماعت احمدیہ کے خلفاء پر اخلاق سوز الزامات لگاتا ہے۔ کبھی اپنے بزرگوں کو فاتح اور ہیرو بنا کر پیش کرتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہیکہ وہ سب کون تھے ان کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراف حقیقت جماعت اسلامی کے اخبار المنیر لائلپور کا جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات پر تبصرہ

مخالفین کی ناکامی:

اس عنوان سے اخبار لکھتا ہے ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا۔ لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی ہے۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا۔ ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ دیانت خاص علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی۔ مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولانا عبد الجبار غزنوی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر رحم اللہ وغفرلھم کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر ورسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہمپایہ ہوں۔ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کیلئے تکلیف دہ ہوں گے اور قادیانی اخبارات و رسائل بھی چند دن اپنی تائید میں پیش کرکے خوش ہوتے رہیں گے۔ لیکن اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ (المنیر ۲۳ مارچ ۶۵ء)

جماعت احمدیہ کے کارنامے:

اِسی اخبار نے لکھا کہ قادیانیت میں نفع رسانی کے جو جوہر موجود ہیں اولین اہمیت اس جدوجہد کو حاصل ہے جو اسلام کے نام پر وہ غیر مسلم ممالک میں جاری رکھے ہوئے ہیں یہ لوگ قرآن مجید کو غیر ملکی زبان میں پیش کرتے ہیں تثلیث کو باطل ثابت کرتے ہیں۔ سید المرسلینؐ کی سیرت طیبہ کو پیش کرتے ہیں۔ ان ممالک میں مساجد بنواتے ہیں اور جہاں کہیں ممکن ہوا اسلام امن وسلامتی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ (المنیر ۲ مارچ ۱۹۵۶ء)

پس مخالف ملاؤں کے جھوٹے مکروفریب سے پر بیانات کی پردہ دری کے لئے ان کے اپنے بیانات ہی کافی ہیں اور جماعت احمدیہ کی صداقت کو معلوم کرنے کیلئے جماعت احمدیہ کے لٹریچر کو مطالعہ میں لائیں ہماری کتابیں پڑھیں ہمارا ٹی وی چینل ایم ٹی اے دیکھیں۔ انٹرنیٹ پر U-Tube ملاحظہ فرمائیں۔

جماعت احمدیہ ایک الٰہی جماعت ہے آپ اپنے لئے آئندہ آنے والی نسلوں کی بقا کیلئے جماعت کا لٹریچر پڑھیں اور اپنی نمازوں میں دعائیں کریں۔ استغفار کرکے جماعت کی صداقت معلوم کریں۔ اللہ آپ کو ہر فتنہ سے بچائے۔ خاص ملاؤں کے فتنے سے محفوظ رکھے۔

حرفِ آخر:

یہ مضمون آپ کی خدمت میں اس غرض سے تحریر کیا ہے کہ تا مسلمان قوم میں بیداری پیدا ہو اور یہ معلوم ہو کہ مسلمان اُمت کیوں آج کل مشکلات میں سے گذر رہی ہے۔ اخبارات میں یہ مضامین بھی چھپتے ہیں کہ مسلمانوں کی اخلاقی حالت گری ہوئی ہے۔ علماء کے خطبات اثر انداز نہیں ہیں۔ اسلام کے نام پر دہشت گردی ہورہی ہے اور مسلم ممالک میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرکے جہاد کے نعرے لگا رہا ہے۔ افغانستان۔ پاکستان۔ عراق۔ مصر۔ لیبیا ایک ایک کرکے تباہ ہوتے چلے جارہے ہیں۔ سیاسی رہنما ہو یا مذہبی رہنما تقویٰ سے خالی ہوچکے ہیں۔ دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال ہوکر بھی اسلامی ممالک مغربی ممالک کے غلام بن گئے ہیں۔ آخر اس کے ذمہ دار کون ہیں۔ آخر کچھ تو ہے اس کا حل۔ آخری زمانے کی علامات جو کچھ احادیث میں بتائی گئی ہیں وہ سب ظاہر ہوچکی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانے میں میری اُمت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ تب میرا مسیح ان سب کیلئے حکم و عدل بن کر آئے گا۔ یعنی صحیح فیصلہ صادر فرمائے گا اور اختلافات کو مٹائے گا۔ کیا آج کوئی مذہبی رہنما اس بات کا دعویٰ کرسکتا ہے کہ وہ تمام فرقوں کو متحد کرے گا۔ ہرگز نہیں۔ سارے فرقے ملکر ایک امام الصلوٰۃ کو منتخب نہیں کرسکتے۔ ہر فرقہ یہی کہے گا کہ امام الصلوٰۃ اُن کے فرقہ سے ہو جبکہ سب کا اسلام ایک ہی ہے۔ ایسے سنگین حالات میں اگر خدا تعالیٰ اس اُمت کی حفاظت نہ فرمائے تو پھر یہی مصرعہ صادق آتا ہے کہ

”کیا وہ تب آئے گا جب دیکھے گا دیں کا مزار“

علماء کو جہاں انبیا کا وارث کیا گیا ہے وہاں آسمان کے نیچے بدترین مخلوق بھی کہا گیا ہے اور زمانے کے اور وقت کے حالات بتا رہے ہیں کہ دراصل قرآن کریم میں اور احادیث میں اسلام کے غلبہ کیلئے مسیح موعود و مہدی معہود کا ظہور ہونا ضروری ہے۔ مسیح اور مہدی کی آمد کے تعلق سے علماء نے کم عقلی سے یہ سمجھا کہ دو ہزار سال پہلے حضرت مریمؑ کے پیٹ سے پیدا ہونے والے اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰؑ ان کے خیال کے مطابق جواب تک زندہ آسمان پر ہیں تشریف

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

احراریوں کے جلسوں کی حقیقت

(قسط آخری)

(از۔ تنویر احمد ناصر۔ نائب ایڈیٹر بدر)

قارئین کرام! گذشتہ قسط میں خاکسار نے احرار کے قیام اور ان کی چیرہ دستیوں کے بعض واقعات آپ کے سامنے رکھے تھے۔ موجودہ قسط میں خاکسار قادیان میں احرار کی شرانگیزیوں اور ان کے عبرتناک انجام کے متعلق کچھ عرض کرے گا۔

سلسلہ احمدیہ کا مقدس نظام چونکہ ایک واجب الاطاعت امام اور ایک فعال مرکز سے وابستہ تھا (اور ہے) اس لئے احرار نے جماعت احمدیہ کی تنظیم کو پارہ پارہ کرنے کیلئے براہ راست قادیان کو ہی اپنی اشتعال انگیزیوں کی آماجگاہ بنالیا اور سرتوڑ کوشش شروع کردی کہ احمدیوں کے خلاف ایسی فضا پیدا کردی جائے کہ وہ صبر وتحمل کا دامن چھوڑ کر قانون شکنی پر مجبور ہوجائیں اور بالآخر ملکی آئین کے خلاف ایسا کھلا تصادم شروع ہو جائے کہ حکومت کے لئے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر اور پھر آپؑ کے بعد قادیان اور اس کے باہر پورے صوبے میں پھیلے ہوئے احمدیوں پر ہاتھ ڈالنا آسان ہو جائے۔ مگر جیسا کہ بعد کے واقعات سے ثابت ہوگیا جماعت کی زبردست قیادت نے ان سب کو ناکام بنادیا۔

مرکز احمدیت پر حملہ کرنے اور اس اسکیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے سب سے پہلا اور اہم قدم یہ اُٹھایا گیا کہ احرار نے ابتدءً ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو دو نوجوان قادیان بھیجے تا صورت حال کا جائزہ لیں۔ وہ دونوں نوجوان قادیان کی اہل سنت والجماعت کی مسجد میں آکر رُکے۔ لیکن چونکہ وہ احرار کی سرگرمیوں کو مسلمانوں کے مفاد کے خلاف سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے ان سے کہا کہ مسجد عبادت کے لئے ہے چونکہ ایسی کاروائیوں سے فتنہ وفساد ہوتا ہے اس لئے آپ مسجد سے چلے جائیں۔

(قادیان کے اہل سنت والجماعت کا یہ بیان اخبار الفضل ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں درج ہے)

احرار نے اس ذراسی بات کا بتنگڑ بنا لیا اور مسلمانوں کو اُکسانے کیلئے یہ روایت گھڑی کہ احمدیوں نے اپنے اقتدار کے نشہ میں ان احراری نوجوانوں کو لاٹھیوں سے مار مار کر ادھموا کردیا۔

قارئین کرام! ان نام نہاد "محافظین" ختم نبوت نے ۱۹۳۴ کے آغاز میں قادیان میں ایک دفتر قائم کیا اور پھر قادیان میں ڈیرہ جماتے ہی خلاف امن کاروائیاں شروع کردی تھیں جن کی وجہ سے قادیان ہی نہیں اس کے نواح میں بسنے والوں کے باہمی تعلقات میں بھی زبردست کشیدگی پیدا ہوگئی۔ جس میں اضافہ کرنے کیلئے انہوں نے ایک طرف حکام کو احمدیوں کے خلاف جھوٹی رپورٹوں سے بھڑکایا دوسری طرف ہر ایک مسجد میں نہایت اشتعال انگیز اور دلآزار تقریروں کا سلسلہ شروع کردیا۔ جس میں جماعت احمدیہ کے مقدس پیشوا اور دوسرے بزرگوں پر نہایت فحش اتہام لگائے جاتے احمدیوں کو قاتل اور سفاک قرار دیا جاتا اور مختلف پیرایوں اور رنگوں میں لوگوں کو فتنہ وفساد کے لئے اُکسایا جاتا۔

بدزبانی اور بدگوئی کا یہ ناروا سلسلہ روا رکھنے کے لئے لاہور، امرتسر، لدھیانہ اور دوسرے شہروں سے آتش زیر پا اور شرربار خطیبوں اور مولویوں کا ایک تانتا لگ گیا یہ خدانا ترس دشنام طرازی، زہر چکانی، تمسخر، پھکڑ بازی، جھوٹ اور دوسرے تمام اوچھے ہتھیاروں سے کام لیتے۔ اور یہ سب کچھ ذمہ دار حکام کی موجودگی میں ہوتا۔ یہ لوگ جہاں عوامی جذبات کو مشتعل اور برانگیختہ کرنے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے وہاں اپنی امن پسندی اور مظلومیت کی نمائش بھی باقاعدگی سے کرتے تھے۔

احمدیت کی فتح کی پیشگوئی:

ابھی اس فتنہ کا آغاز ہی ہوا تھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے احمدیت کی کامیابی کا واضح اعلان کرنا شروع کردیا۔ چنانچہ آپؓ نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء کے پہلے روز خطاب کرتے ہوئے نہایت پرشوکت الفاظ میں فرمایا:

"ہم اُن سے کہتے ہیں تم کیا اگر تم دنیا کی ساری حکومتوں اور ساری قوموں کو بلا کر بھی اپنے ساتھ لے آؤ پھر بھی تم جیت جاؤ تو ہم جھوٹے...... یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے...... اس کے خلاف کوئی انسانی طاقت کچھ نہیں کرسکتی۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کو کچل دیں گے مگر یہ ضرور یقیناً اور حتمی طور پر کہتے ہیں کہ خدا ان کو کچل دے گا۔ خواہ وہ کتنی بڑی فوجوں کے ساتھ ہمارے خلاف کھڑے ہوجائیں۔ لڑائی کا نام اسلامی اصطلاح میں آگ رکھا گیا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے۔ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔"

ان بشارتوں کے ساتھ ساتھ حضور نے جماعت کو نہایت اہم ہدایات بھی دیں جن میں آپؓ نے فرمایا کہ "ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا مقصد فتح نہیں بلکہ نیکی اور تقویٰ کی فتح حاصل کرنا ہے...... پس اپنے نفوس میں تبدیلی پیدا کرو۔ قلوب کو پاک کرو زبان کو شائستہ اور اپنے آپ کو ہر اس امر کا عادی بناؤ کہ خدا کے لئے دُکھ اور تکلیفوں کو برداشت کرسکو۔ تب تم خدا کا ہتھیار ہوجاؤ گے اور پھر خدا ساری دنیا کو کھینچ کر تمہاری طرف لے آئے گا۔ اگر یہ تبدیلی تم اپنے اندر پیدا نہیں کرتے تو پھر کچھ بھی نہیں اور اگر اس صورت میں فتح آبھی جائے تو وہ ذلت سے بدتر ہے۔ اور وہ خدا کی نہیں بلکہ شیطان کی فتح ہے۔"

(الفضل ۶ اپریل ۱۹۳۳)

قارئین! اب خاکسار احرار کی قادیان میں شرانگیزیوں کے بعض مزید واقعات آپ کے سامنے رکھے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲ نومبر ۱۹۳۴ کے خطبہ جمعہ میں احرار کی بعض چیرہ دستیوں اور شرانگیزیوں کا ذکر فرمایا جس کا خلاصہ کسی قدر حضورؓ کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

پہلا واقعہ حضور نے یہ بیان فرمایا کہ قادیان میں احرار کے نام سے سمال ٹاؤن ایریا میں ایک زمین خریدی گی اور حکومت کی اجازت کے بغیر دیواریں کھڑی کرنی شروع کردیں۔ اس قانون شکنی کو دیکھ کر کمیٹی نے انہیں ممانعت کا نوٹس دیا جسے انہوں نے اٹھا کر پھینک دیا۔ یہ پوری کاروائی حکومت کی طرف سے تھی جس میں ہماری جماعت کا دخل نہیں تھا لیکن صرف اس لئے کہ کمیٹی کا نوٹس پیش کرنے والا کلرک احمدی تھا احراریوں نے شور مچا دیا کہ احمدی ہم پر حملہ کرنے آگئے ہیں۔ اور ہمیں تعمیر مسجد سے روکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حکام کی طرف سے جماعت پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ نوٹس واپس لیا جائے۔

جب جماعت کی طرف سے یہ ثابت کردیا گیا کہ اس بارہ میں ہمارا کوئی دخل نہیں تو حکام نے کروٹ بدلی اور کہا کہ چونکہ کمیٹی میں تمہاری اکثریت ہے اس لئے تم ہی اس امر کے ذمہ دار ہو۔ تم ممبرآن کمیٹی کو مجبور کرو کہ احراریوں سے درخواست منگوا کر فوری اجلاس کرکے مسجد کی تعمیر کی اجازت دیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احرار اور حکومت دونوں کی جانب سے جماعت کو ستایا گیا۔ یہ سلوک تو احرار کے ساتھ تھا اور ہمارے ساتھ یہ سلوک کہ ایک احمدی نے اپنے مکان اور مسجد کیلئے زمین لی وہاں کے مقامی افسران نے جو تعصب رکھتے تھے جھوٹ رپورٹ کرکے لینڈ ایکویزیشن ایکٹ کے ماتحت اس زمین کا بڑا ٹکڑا چھین لیا۔ بہتیرا شور کیا گیا کہ حکومت کو اور زمین ل سکتی ہے لیکن کچھ شنوائی نہ ہوئی۔ اس واقعہ کو اور اُس واقعہ کو ملا کر دیکھو کہ کس طرح حکومت نے بھی سوتیلا پن کیا کہ جماعت کی مسجد کی زمین ضبط کرلی جاتی ہے اور احراری خلاف قانون ایک عمارت بنانا چاہتے ہیں تو سپیشل آرڈر دے دیا جاتا ہے کہ فوراً ان سے درخواست لیکر اجلاس کرکے تعمیر کی اجازت دی جائے۔

ایک اور واقعہ حضور نے یہ بیان فرمایا کہ احراری اپنی مجالس میں بانی جماعت احمدیہ پر نہایت گندے الزامات لگاتے اور گالیاں دیتے ہیں مگر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی کاروائی نہیں ہوتی۔ اس پر ہمارے بعض نوجوانوں نے نہایت شریفانہ طور پر احراریوں کی تقاریر کے نوٹس لینے شروع کئے اور یہ کوئی بُری بات نہیں تھی ہمارے جلسوں میں بھی دوسرے لوگ آکر میری تقاریر کے نوٹس لے جاتے تھے اور مجھے اس سے کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ بہرحال جب ہمارے نوجوانوں نے احراریوں کی تقاریر کے نوٹس لینے شروع کئے تو مجسٹریٹ صاحب نے ناظر امور عامہ اور لوکل صدر کو یہ نوٹس بھیجا کہ گورنمنٹ کو اطلاع ملی ہے کہ احمدی وہاں جاکر نوٹس لیتے ہیں آئندہ وہاں کوئی احمدی نہ جایا کرے اگر کوئی جائے گا تو اس کو زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری گرفتار کرلیا جائے گا۔

قانونی مشیروں کا مشورہ یہی تھا کہ اس نوٹس کی خلاف ورزی کی جائے کیونکہ نوٹس ناجائز اور غیر قانونی ہے۔ مگر میں نے کہا کہ ہم گورنمنٹ کی اطاعت کریں گے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر دفعہ ۱۰۷ کا نفاذ جائز تھا تو احراریوں پر اس کا نفاذ ہونا چاہئے تھا۔ صرف اس احتمال پر کہ اس سے احرار کو اشتعال آجائے گا جماعت کو نوٹس دے دیا اگر کل کو مجسٹریٹ صاحب کے ذہن میں یہ آجائے کہ احمدیوں کے کوٹ یا عمامہ باندھنے پر احراریوں کو اشتعال آتا ہے تو کیا ثبوت کہ وہ کل کو ہمیں کوٹ یا عمامہ پہننے سے نہیں روک دیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ ہم مجبور ہیں کہ یہ سمجھیں کہ کم سے کم اس ضلع کی حکومت احراری ہے اور برطانیہ نہیں بلکہ اس کے بعض مجسٹریٹوں کے ذریعہ احراری حکومت کر رہے ہیں۔

ایک اور واقعہ حضورؓ نے یہ بیان فرمایا کہ قادیان کے کچھ غیر احمدی احراریوں کے بُرے رویہ سے تنگ آکر اور کچھ ہمارے آدمیوں کے کہنے پر کہ تمہارے تعلقات ہمارے ساتھ اچھے ہیں تم کیونکر ہماری نسبت احرار کی گالیاں برداشت کرتے ہو اس بات پر آمادہ ہوگئے وہ الگ جمعہ پڑھیں۔ جن لوگوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جمعہ الگ پڑھا جائے ان کے متعلق احرار یہ کب برداشت کرسکتے تھے کہ وہ ان سے علیحدہ ہوجائیں اس پر فوراً حکام کو تار دی گئی کہ احمدی ہماری مسجد پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور مقامی پولیس نے بھی مجسٹریٹ علاقہ کو تار دی کہ احمدی مسجد پر فساد کر رہے ہیں۔ مجسٹریٹ قادیان آئے اور آتے ہی انہیں منع کیا کہ وہ دوسری مسجد میں جمعہ نہیں پڑھیں گے اب یہ کس قدر دروغ بیانی ہے نہ کسی احمدی نے حملہ کیا نہ احمدیوں نے کسی کو مسجد سے روکا اور نہ جمعہ پڑھنے والے احمدی تھے مگر تار یہ دی گئی کہ احمدی فساد کرنے لگے ہیں۔

ایک واقعہ حضورؓ نے یہ بیان فرمایا کہ ہماری جماعت کے ایک شخص نے گذشتہ دنوں ایک ٹریکٹ لکھا تھا اس کے الفاظ سخت تھے مگر ہم نے اس کو فوراً ضبط کرلیا۔ اور گو اس کے مقابلہ میں بیسیوں مثالیں ایسی ہیں کہ احمدیوں کو گندی سے گندی گالیاں دی گئیں اور ان کو شائع بھی کیا گیا۔ اس کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے اس احمدی پر مقدمہ چلایا گیا اور اسے سزا دی گئی لیکن اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق سخت سے سخت الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور گندی سے گندی گالیاں دی جاتی ہیں (اور آج بھی بدستور دی جارہی ہیں۔ ناقل) مگر کوئی

توجہ نہیں کی جاتی اور اگر توجہ کی بھی جائے تو معمولی وارننگ کردی جاتی ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ قانون دو کیوں ہیں؟ ہمارے متعلق گندا اچھالا جائے تو محض وارننگ کی جاتی ہے لیکن اگر ہمارا آدمی کوئی سخت لفظ لکھ دے تو اس پر مقدمہ کھڑا کیا جاتا ہے۔

تبلیغ کانفرنس کی آڑ میں قادیان میں شرانگیزیاں:

احرار نے ۲۱۔۲۲۔۲۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء کی تاریخوں میں قادیان میں تبلیغ کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا اور اس میں شرکت کیلئے ملک بھر میں زبردست پروپیگنڈا کیا گیا۔اور کثیر تعداد میں مخالفین احمدیت محض گالیاں دینے کے شوق میں قادیان پہنچے۔اگرچہ ان میں سے بعض کو قبول حق کی بھی توفیق ملی جیسا کہ مفتی مولانا ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل وغیرہ۔ لیکن اکثریت انہی لوگوں کی تھی جو محض مخالفت کے جوش میں اکٹھا ہوئے تھے۔

جلسہ کے انتظامات کا اسی بات سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ باوجود کثیر مقدار میں چندہ اکٹھا کرنے کے کھانے کا خاطر خواہ انتظام نہ تھا اور کئی لوگ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر کا رُخ کرتے اور وہاں سے کھاتے رہے۔اس سے جماعت کے اعلیٰ اخلاف کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بعض احمدی حضرات کو صرف اس غرض سے کہ اس موقعہ پر مقامات مقدسہ کی حفاظت کی جائے ، بلانے کیلئے خطوط لکھے۔لیکن حکومت نے آپکو اس سے سختی سے روکا اور کہا کہ تم جو لوگوں کو احرار کے جلسہ کے موقعہ پر قادیان بلا رہے ہو تمہارا یہ فعل امن عامہ میں خلل ڈالنے والا ہے ۔حضور نے اگرچہ واضح کیا کہ یہ صرف مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے تھا پھر بھی آپؓ نے حکومت کی اطاعت کرتے ہوئے احباب جماعت کو اس موقعہ پر قادیان آنے سے منع کردیا۔اس کے برعکس حکومت نے احرار کے جلسہ کی حفاظت کے لئے پولیس کی ایک بھاری جمعیت بھجوادی۔اس موقعہ پر حضورؓ نے حکومت وقت کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی جماعت کے احباب کو احرار کے جلسہ میں شریک نہ ہونے کی تلقین کی تا کہ کسی قسم کی کشیدگی واقع نہ ہو۔

حضور نے اس موقعہ پر ۱۹؍اکتوبر ۱۹۳۴ء کے خطبہ جمعہ میں جماعت کو صبر وتحمل و برداشت کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ’’ احرار ایک جلسہ کے ذریعہ شورش اور فساد کرنا چاہتے ہیں مگر میں اپنی جماعت کے ہر شخص کو حکم دیتا ہوں کہ وہ خواہ خود مارا پیٹا جائے مگر اپنا ہاتھ کسی پر نہ اُٹھائے۔ ہاں کیمرے تیار رکھیں اور جب دیکھیں کہ پولیس والے اپنی ذمہ داری ادا نہیں کررہے یا احمدیوں پر ظلم ہو رہا ہے تو فوراً اس کی فوٹو اتار کر محفوظ کرلیں۔‘‘

اس خطبہ کے بعد مقامی حکام نے یہ انوکھا حکم جاری کیا کہ احمدی اپنے پاس کیمرے نہ رکھیں ورنہ فساد ہو جائے گا۔حضورؓ نے اس موقعہ پر بھی ہر قیمت پر امن و امان کی فضا قائم کرنے کی غرض سے احمدیوں کو کیمرے کے استعمال کی بھی ممانعت کردی۔

اس تبلیغ کانفرنس میں احرار نے شروع سے آخر تک جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال پھیلانے میں ہی اپنے آپ کو وقف رکھا۔اور اس کا ذکر اس زمانہ کے اخبارات نے بھی کیا۔مثلاً اخبار’’ سیاست‘‘ نے احرار کانفرنس پر لکھا کہ:۔

’’تبلیغ کے معنے آج تک تو یہ سمجھے تھے کہ محبت اور آشتی سے دلائل پیش کرکے کسی کو اپنا ہم خیال بنایا جائے لیکن تبلیغ کے یہ معنے کہ کسی گروہ کو گالیاں دے کر مشتعل کیا جائے اب احرار کی مہربانی سے واضح ہوئے ہیں۔(بحوالہ الفضل ۸ نومبر ۱۹۳۴)

اگرچہ اس کانفرنس میں اشتعال انگیزیوں کی حد ہوگئی تھی مگر خدا کے فضل سے کانفرنس کے دوران قادیان میں احمدی احباب کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش نہیں آیا جس پر حضورؓ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ان واقعات سے جن کی مکمل تفصیل تاریخ احمدیت جلد نمبر ۲ میں درج ہے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ احرار نے حکومت کے ساتھ مل کر جماعت احمدیہ کے خلاف محاذ کھول رکھا تھا اور جماعت احمدیہ کو کسی نہ کسی طرح سے مصائب میں مبتلا کرنے کا متفقہ فیصلہ کیا ہوا تھا لیکن قربان جائیں اس مصلح موعودؓ پر جس نے اپنی تمام تکالیف پر خود بھی صبر کے حسین نمونے دکھائے اور اپنی جماعت کو بھی اس کی تلقین کی۔تعجب ہے اس بات پر کہ آج جو لوگ جماعت احمدیہ پر انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہونے کا الزام لگاتے ہیں وہی لوگ تقسیم ملک سے قبل انگریزوں کے ساتھ مل کر جماعت کو نابود کرنے کی کاروائیوں میں ملوث تھے۔

قارئین اس سے ان کی دوغلی پالیسی کا اندازہ خود کر سکتے ہیں اور معلوم کرسکتے ہیں کہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا اور ان کا پروردہ کون تھا۔

’’تبلیغ کانفرنس کی ایک جھلک‘‘

احرار کی تبلیغ کانفرنس ۲۱؍اکتوبر سے ۲۳؍اکتوبر ۱۹۳۴ تک جاری رہی جس کے متعلق اخبار پیغام صلح لاہور کے خصوصی نامہ نگار نے لکھا۔

’’میں جلسہ گاہ کے احاطہ کے اندر داخل ہوا تو دیکھا تین چار جگہ رضا کار کھڑے نہایت گندے اور اخلاق سوز اشعار احمدیت کی مخالفت میں پڑھ رہے ہیں۔ملّا نے ان کی بدزبانی پر پھولے نہیں سماتے تھے میں نے اپنے مختصر قیام میں ایسے مناظر متعدد مرتبہ دیکھے۔اس کے علاوہ جلسہ گاہ میں قدم قدم پر احمدیت کے خلاف نہایت گندہ بازاری لٹریچر فروخت ہو رہا تھا۔جلسہ گاہ میں نماز کا کوئی انتظام نہ تھا جو نماز کے پابند تھے انہوں نے علیحدہ علیحدہ اپنی چھوٹی چھوٹی جماعتیں کرائیں۔کبھی جماعت نہیں ہوئی۔

(پیغام صلح لاہور ۲۸؍اکتوبر ۱۹۳۴ء)

جلسہ میں جو اشتعال انگیزی اور اخلاق سوزی کا مظاہرہ ہوا وہ ایسا ہے کہ جیسے صفحہ قرطاس پر تحریر کرتے ہوئے قلم بھی جھجکتا ہے۔اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کی جانب سے جو صبر وتحمل کے نمونے پیش ہوئے وہ بھی قابل دید تھے جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جہاں ایک طرف نہایت خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

’’باوجود اشتعال انگیزی کے انہوں نے صبر وتحمل سے کام لیا...... بے شک ان دنوں ہم نہتے تھے۔ بے شک حکومت نے ہمیں خود حفاظتی تدابیر سے محروم کردیا تھا پھر بھی میں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت کے مخلص ممبر خدا تعالیٰ کے فضل سے شیر ہیں اور شیر بغیر ہتھیاروں کے ہی لڑا کرتا ہے میں نے سلسلہ کے مصالح کے لحاظ سے آپ کی زبانیں بند کردی تھیں لیکن باوجود اس کے میں جانتا ہوں کہ آپ کے دل اخلاص اور اس محبت کے وفور کی وجہ سے جو آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی ذات اور سلسلہ سے ہے ایسے جوش سے پُر تھے کہ جس کے سامنے دنیا کی کوئی دیوار اور کوئی قلعہ ٹھہر نہیں سکتا۔آپ کی فرمانبرداری ذلت اور بے چارگی کی فرمانبرداری نہیں تھی بلکہ طاقت کے ساتھ فرمانبرداری تھی‘‘۔ (الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۳۷)

وہیں آپؓ نے مجسٹریٹ کی مجرمانہ خاموشی پر سخت تنقید کرتے ہوئے فرمایا’’ پولیس تو صرف سوٹے کی طرح ہوتی ہے دماغ مجسٹریٹ ہوتے ہیں ان کے سامنے ہتک آمیز اشتعال انگیز تقریریں ہوئیں بانی سلسلہ اور جماعت کے دوسرے لیڈروں کے متعلق بہت بدزبانی کی گئی مگر انہوں نے نہیں روکا......فرمایا مجھے حیرت ہے کہ وہی مجسٹریٹ اسٹیشن پر یہ کہتا ہوا پایا گیا کہ دونوں فریق میں Tolerance نہیں ہے گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خواہ ہمیں مارتے گالیاں دیتے پھریں ہمیں انہیں اپنے گھروں میں لاکر ٹھہرانا چاہتے تھا اور اپنے مقدس مقامات گرانے کیلئے ان کے حوالے کردینے چاہئے تھے۔تب ہم انکے نزدیک رواداد کہلا سکتے تھے۔(ایضاً)

دردناک مظالم کا دور

احرار کانفرنس کے بعد جماعت احمدیہ کے خلاف فتنوں اور ابتلاؤں کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔چنانچہ قادیان میں احرار کی جانب سے نہایت دلازار لٹریچر تقسیم ہونے لگا حکومت نے جنوری ۱۹۳۵ء سے آئندہ دو ماہ تک کیلئے قادیان میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی۔ایک طرف جہاں احمدیوں کو اپنے مرکز میں بھی آزادی تقریر کا حق نہیں تھا وہیں احرار کو فحش کلامیوں اور بدزبانیوں کی کھلی چھوٹ دے دی گئی اس دوران ایک نہایت دلازار پوسٹر قادیان میں لگایا گیا جس میں احمدیوں کو قتل کرنے اور ان کے اموال لوٹ لینے اور احمدی خواتین کو اغوا کرنے کی تحریک تھی۔احمدیوں کا منظّم بائیکاٹ کیا جانے لگا۔ نہتے احمدیوں کو گرفتار کرانے کی کوششیں کی جانے لگیں۔ معزز احمدیوں کے ارتداد کی جھوٹی اور بے ہودہ خبریں شائع کی جانے لگیں اور جماعت کے خلاف فتنہ انگیزی کا ایک طوفان بے تمیزی برپا کردیا۔جس میں مجلس مشاورت ۱۹۳۵ء کے موقعہ پر محلّہ احمدیہ میں احرار کی نہایت دلازار تقاریر اور جماعت احمدیہ کی عیدگاہ میں احرار کی بے جا مداخلت کے واقعات اہم ہیں۔

اسی دوران حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ پر ایک سوچی سمجھی سازش کے ماتحت قاتلانہ حملہ کیا گیا تاکہ اس سے جماعت کے افراد بھڑک کر کوئی خلاف قانون حرکت کریں لیکن جماعت کی زبردست قیادت نے اس فتنہ کو فوری بھانپ کر اس کا سدباب کردیا اور دشمن اس میں بھی ناکام ہوگیا۔

جماعت احمدیہ کی تباہی کی واضح پیشگوئیاں کی جانے لگیں۔ چنانچہ سید فیض الحسن صاحب سجادہ نشین لدھیانہ نے کہا’’ میں اس جگہ کھڑے ہوکر یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ منارہ قادیانی اور اس کے بانی اور اس کی جماعت کا نام ونشان تک مٹ جائے گا۔اور یہ سب کچھ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔‘‘

(اخبار زمیندار ۲ مئی بحوالہ الفضل ۱۰ مئی ۱۹۳۵)

حادثہ مسجد شہید گنج اور احرار کا عبرتناک انجام

مخالفین احمدیت اپنی شرانگیزیوں اور فتنہ پردازیوں پر خوش تھے کہ ہم احمدیت کے خلاف اپنے جلسوں اور کانفرنسوں کے ذریعہ ملک گیر شورش برپا کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور عنقریب احمدیت کا نام ونشان مٹادیں گے کہ اچانک خدا کی بے آواز لاٹھی مسجد شہید گنج کے قضیہ کی شکل میں نمودار ہوئی اور ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور اس نے ان کا سارا اثر واقتدار خاک میں ملادیا اور سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ لاہور میں ایک قدیم مسجد شہید گنج کے نام سے تھی۔ جب لاہور پر سکھوں کا قبضہ ہوا تو یہ مسجد سکھوں کے قبضے میں چلی گئی۔اسی بیچ یہ خبر پھیلنا شروع ہوگئی کہ سکھ اس مسجد کے انہدام کا ارادہ رکھتے ہیں اور واقعی ۸ جولائی ۱۹۳۵ء کو سکھوں نے مسجد کو منہدم کر بھی دیا جس کے بعد شہر میں مسلمانوں کے درمیان اس مسماری کے خلاف بہت جوش و جذبہ نظر آنے لگا۔جلوس نکالے گئے چکے جام کئے گئے اور اس کے خلاف حکومت نے سخت ردعمل دکھایا اور شورش کو فرو کرنے کیلئے ہر طرح سے مسلمانوں پر مظالم توڑے گئے۔لیکن مسلمانوں کے ہجوم کو منتشر نہ کرسکی۔جس پر بالآخر اُسے گولی چلانی پڑی اور بہت سے مسلمان مجروح اور جاں بحق ہوگئے۔اس سے مسلمانوں میں زبردست ہیجان پیدا ہوگیا۔

عام مسلمانوں کا خیال تھا کہ احرار شہید گنج کے حادثہ خونیں پر مسلمانوں کی قیادت کے فرائض انجام دیں گے اور مسلمانوں کی نظریں بھی انہی کی جانب اُٹھ رہی تھیں لیکن عملاً یہ ہوا کہ مسلمانوں کا خون بہایا جاتا رہا اور جہاد کا نعرہ بلند کرنے والے احراری لیڈر اپنے دفتر

میں جوکہ مسجد کے قریب ہی تھا نہ صرف آرام سے بیٹھے رہے بلکہ مسجد پر قربان ہوجانے والے مسلمانوں کوحرام موت مرنے والا قرار دیتے رہے۔جس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی نظر آئندہ ملکی انتخابات پر تھی اور اس کے لئے وہ ہندوؤں اور سکھوں سے گٹھ جوڑ کرچکے تھے چنانچہ احراری لیڈروں نے ’’پسرور تبلیغ کانفرنس‘‘ میں صاف کہہ دیا کہ ’’ہمارے سامنے قادیانیوں کی مخالفت اور کونسل کا پروگرام ہے اس لئے ہم ایسی تحریک میں شامل ہونے کیلئے تیار نہیں جس سے شمولیت کے ساتھ ہی جیل کی ہوا کھانی پڑے‘‘۔(زمیندار ۱۸ اگست ۱۹۳۵)

اسی طرح چودھری افضل حق صاحب نے کہا کہ ’’مسجد کا واگزار ہونا مشکل ہے کیونکہ مسجد کی بحالی کیلئے انگریز کی گولی، سکھ کی کرپان، ہندو کے سرمایہ کا مقابلہ کرنا ہوگا‘‘۔ (اخبار مجاہد لاہور ۷ اگست ۱۹۳۵)

قارئین غور کریں کہ جہاد کا نعرہ بلند کرنے والے ان محافظین ختم نبوت کے اجداد ایک مسجد کی حفاظت بھی نہ کرسکے اور انگریز کی گولی اور سکھ کی کرپان اور ہندو کے سرمائے سے ڈر کر اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھے رہے۔کیا یہ موقعہ مسجد کی حفاظت کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کا نہیں تھا؟ کم ازکم احرار کے لئے تو نہیں کیونکہ اُنہیں تو مسجد کی حفاظت کے اہم فریضہ سے زیادہ کونسل کی ممبری عزیز تھی۔اب جبکہ مسجد شہید گنج کے قضیہ سے احراری حقیقت سے نقاب اُٹھ چکا تھا مسلمانوں نے ان کا اصلی روپ دیکھ کر اس قدر پھٹکارا کہ تاریخ عالم ایسی ذلت اور بے آبروئی کی دوسری مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ملک بھر کے اخبارات نے اس کی بڑے سخت الفاظ میں مذمت کی ان سب کا تو یہاں ذکر کرنا ممکن نہیں البتہ ایک اقتباس رسالہ ’’اسلامی دنیا‘‘ کا بیان کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا چنانچہ لکھا ہے۔

’’مجلس احرار نے تو مسجد شہید گنج کے معاملہ میں مسلمانوں کے ساتھ غداری کی انتہا کردی۔عین اس وقت جب مسلمانوں کی قربانیوں کے نتائج برآمد ہونے والے تھے مجلس احرار نے اپنے طرز عمل سے مسلمانوں میں افتراق پیدا کردیا اور افتراق پیدا کردینے کے بعد ان سکھوں کے بازو مضبوط کردیئے جنہوں نے مسجد شہید گنج کو مسمار کرکے ہندوستان کے ۱۰ کروڑ مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کردیا ہے مجلس احرار جیسی افتراق انگیز انجمنوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے ایسے ہی غداروں کے ہاتھوں مسلمان ذلیل ہوئے ہیں‘‘۔

بعض اخبارات مثلاً ’’سیاست‘‘ نے یہ بھی لکھا کہ:

’’اب یہ کوئی راز نہیں رہا کہ جماعت احرار کا منشا صرف یہ ہے کہ وہ آئندہ الیکشن میں مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرکے کونسل کے اندر زیادہ سے زیادہ نشستیں حاصل کرے لاہور کے واقعہ نے نہایت جلد مسلمانوں کو ہوشیار کردیا۔اب انہیں معلوم ہوتا جاتا ہے کہ ’’فتنہ قادیان‘‘ بھی الیکشن جیتنے ہی کی ایک چال تھی تاکہ اس ترکیب سے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کی جائے اور جس امیدوار کی مخالفت کرنا ہو اس کے خلاف قادیانی ہونے کا الزام لگایا جائے۔‘‘

(اخبار سیاست ۱۶ اگست ۱۹۳۵)

چنانچہ وہی ہوا جس کی امید کی جارہی تھی۔ ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں مسلمانوں نے احرار کا مکمل طور پر سیاسی بائیکاٹ کیا اور انہیں باوجود تمام سیاسی حربوں کے شکست فاش ہوئی اور صوبہ پنجاب کے کسی حلقہ میں انکا کوئی بھی امیدوار کامیاب نہ ہوسکا۔اور تو اور بٹالہ حلقہ میں آٹھ کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کا دعویٰ کرنے والوں اور فاتح قادیان کہلانے والوں کو احمدی امیدوار سے بھی کم ووٹ ملے امرتسر میں بھی انہیں منہ کی کھانی پڑی اور اپنے انتخابی حلقہ میں بھی ہار گئے۔یہی نہیں کانگریس نے بھی انہیں مسلمانوں کا نمائندہ تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ چنانچہ ۱۹۳۹ء میں جب احراری لیڈروں کی ایک سفر میں گاندھی جی سے ملاقات ہوئی تو گاندھی جی نے صاف کہا ’’مسلم قوم آپ کے ساتھ نہیں ہے وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہے اس لئے ہندو مسلم مسئلہ کے متعلق جب بھی گفتگو ہوگی مسلم لیگ سے ہی ہوگی‘‘

(تحریک پاکستان اور نیشلسٹ علماء‘‘صفحہ ۴۲۰)

’’بڑے بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے‘‘

الغرض حکومت اور سیاسی پارٹیوں کی پشت پناہی کے باوجود سلسلہ احمدیہ سے ٹکر لینے کا خمیازہ احرار کو مسجد شہید گنج کی صورت میں بھگتنا پڑا اور خدا کے محبوب خلیفہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کے مطابق احرار کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔اور انتہائی جدوجہد کے باوجود آج تک واپس نہیں آسکی۔اگرچہ آج بھی انہوں نے اپنے ملک گیر جلسوں اور کانفرنسوں کے ذریعہ جماعت کے خلاف ہرزہ سرائیوں اور زہر چکانیوں کا بازار گرم کررکھا ہے لیکن ان تمام مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ دن دوگنی رات چوگنی ترقیات حاصل کرتی چلی جارہی ہے۔

سید عطاء شاہ بخاری صاحب نے جو جماعت کی تباہی کی پیشگوئی کی تھی کہ ’’مرزائیت کے مقابلہ کے لئے بہت سے لوگ اُٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ یہ میرے ہاتھوں سے تباہ ہو‘‘

(سوانح حیات سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۷۶)

اس پیشگوئی کا کیا حشر ہوا اس کا جواب مشہور احراری لیڈر جناب شورش کاشمیری مدیر چٹان کے الفاظ میں یہ ہے کہ ’’حقیقتاً احراری اپنی تمام تر صلاحیتوں اور عظیم قربانیوں کے باوجود بدقسمت تھے انکی مثال بدقسمت جرمن قوم کی سی ہے کہ جانثاری کے باوجود ہر معرکہ میں ہاران کا نوشتۂ تقدیر رہی۔‘‘

(سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۱۶۲ مولفہ شورش کاشمیری)

قارئین کرام جماعت احمدیہ کے خلاف احرار کی جھوٹی پیشگوئیوں کے بالمقابل خدا کا یہ اعجازی نشان ظاہر ہوا کہ اس کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا جس کے اکھاڑ پھینکنے کیلئے دنیا بھر کی طاقتیں جمع ہوگئیں تھیں خدا کے فضل وکرم سے قائم ودائم رہا اور آج اس کی شاخیں آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہیں اور ہزاروں قومیں اُس کے ٹھنڈے سائے میں آرام وراحت محسوس کرتی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت تاریخی جماعت ہے آئندہ کوئی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی جب تک جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ذکر نہ کرے۔یہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے عنقریب دنیا پر چھا جانے والی ہے پس جو کچھ تم سے ہو رہا ہے اس کا بدلہ تاریخ لے گی اور آج جو لوگ تمہارے حقوق تلف کر رہے ہیں ان کی نسلیں انہیں گالیاں دیں گی کیونکہ کون ہے جو اپنے آباء کی شرارتوں کا ذکر کرتا ریخوں میں پڑھ کر شرمندہ نہیں ہوتا بے شک آج لوگ ہم پر ظلم کرکے ہنستے ہیں جس طرح رسول کریم ﷺ پر اونٹوں کی اوجھڑی ڈالنے والے ہنستے تھے۔ان لوگوں کو کیا معلوم تھا کہ انکی اس حرکت کو ہزار سال تک یاد رکھا جائے گا۔اور یہ ہمیشہ کے لئے ان کی ناک کاٹنے کا موجب ہوجائے گی آج بھی ہمارے دشمن اور بعض حکام خوش ہوتے ہیں اور اسے ایک کھیل سمجھتے ہیں مگر انہیں کیا معلوم ہے کہ یہ باتیں تاریخوں میں آئیں گی۔ بڑے سے بڑے مورخ کیلئے یہ ناممکن ہوگا کہ ان واقعات کونظر انداز کردے کیونکہ ان کے بغیر اس کی تاریخ نامکمل سمجھی جائے گی۔ پڑھنے والے ان باتوں کو پڑھیں گے اور حیران ہوں گے ان لوگوں کی انسانیت پر جنہوں نے یہ افعال کئے اور حیران ہوں گے ان حکام کے رویہ پر جنہوں نے علم کے باوجود کوئی انتظام نہ کیا اور آنے والی نسلوں کی رائے ان کے خلاف ہوگی۔‘‘

(الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء صفحہ ۵۔۶)

بقیہ: اُمت مسلمہ کے نام دردمندانہ خط

لائیں گے۔اس مسئلہ پر بجائے غور کرنے تمام علماء آنے والے مسیح اور مہدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مخالف ہوگئے۔غیر امت کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا احسان لینے کیلئے تیار ہیں لیکن اُمتی مسیح کو ماننے کیلئے تیار نہیں۔عیسائی اقوام میں خصوصاً مغربی ممالک میں برائی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔حضرت عیسیٰؑ کو اپنی قوم کو سدھارنے کیلئے صدیاں لگ جائیں گی۔پھر اسکے بعد اُمت محمدیہ کا نمبر آئے گا۔

اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ حقیقت میں نعوذ باللہ جھوٹے ہیں تو اللہ تعالیٰ کب کا انہیں نابود کردیتا نہ اُنہیں ۷۳ سال کی عمر عطا کرتا نہ اُن کے قائم کردہ سلسلہ کو ۱۲۲ سال کی عمر دیتا اور نہ آپؑ کی جماعت کو تمام دُنیا میں پھیلا دیتا۔اور نہ آپ کے بعد خلافت کے سلسلہ کو قائم کرتا۔ہر سال ڈیڑھ دو مہینے حضرت مرزا صاحب کو جلسہ ختم نبوت کے بہانے گالیاں دینے پر سوائے خدا تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے اور کچھ نہیں حاصل ہوگا۔سارے علماء نہیں تو چند علماء ضرور جھوٹ بولتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کی نبوت کا دعویٰ کیا۔آپؐ سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا۔ اب تو انٹرنیٹ پر جماعت کی ویب سائٹ www.alislam.org پر روحانی خزائن جو حضرت مرزا صاحب کی لکھی ہوئی کتب ہیں دستیاب ہیں۔کیا سچ ہے کیا جھوٹ ہے سب پر عیاں ہے۔علماء کے جھوٹ سے اب کیا بگڑنے والا ہے۔حضرت مرزا صاحب نے ایک اُمتی نبی ہونے کا دعویٰ ضرور کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام خاتم النبین سے ہرگز نہیں ٹکراتا۔کہاں خاتم النبین کا مقام اور کہاں اُمتی نبی کا مقام۔کہاں اُستاد اور کہاں شاگرد کہاں آخری شریعتی نبی اور کہاں غیر شرعی نبی۔حضرت مرزا صاحب کی ظلی نبوت سے دشمنی رکھتے ہیں مگر موسوی اور اسرائیلی نبی سے محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہوئے ابھی تک اُن کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء سے آج تک خلافت قائم ہے۔خلافت نبوت کی صداقت ہے۔ آج اُمت محمدیہ سوائے جماعت احمدیہ کے خلافت سے محروم ہے۔ آج حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ ہیں آپ کی دُعاؤں اور رہنمائی سے جماعت احمدیہ میں امن اتحاد اور تقویٰ قائم ہے اور دن دوگنی رات چوگنی ترقی کررہی ہے۔

آپ حضرات براہ راست حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عقل بخشی ہے جماعت احمدیہ کے لٹریچر حاصل کرنے کیلئے مندرجہ ذیل ایڈریس پر خط وکتابت کی جاسکتی ہے۔

1. Nazir Dawat Ilallah
Sadr Anjuman Ahmadiyya
Qadian-143516
Distt. Gurdaspur Punjab
2. Mohammad Kaleem Khan
Ahmadiyya Mosque
No.1, 3rd Cross Wilson Garden
Banglore-560027

اسی طرح آپ احمدیہ مسلم جماعت کے بارے میں اگر کچھ بذریعہ فون جاننا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل Toll Free No. 18001802131 پر صبح 8 بجے سے رات 10 بجے تک رابطہ کرسکتے ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ کی راہوں پر چلائے اور عقل سلیم عطا کرے۔اور امام الزمان کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

☆☆☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18؍جنوری 2011ء قبل از نماز ظہر و عصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم محمد لقمان چوہدری صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب آف گرین فورڈ۔یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحوم 14؍جنوری 2011 کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت چوہدری گوہر دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ نہایت نیک، صالح اور خدمت کا بھرپور جذبہ رکھنے والے مخلص انسان تھے 87۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب: اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم رشید احمد صاحب طارق (معلم وقف جدید ربوہ)

مرحوم 13؍جنوری 2011ء کو وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے وقف جدید اور نظارت اصلاح و ارشاد مقامی میں معلم کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نیز دفاتر انصار اللہ پاکستان اور محلّہ ناصر آباد ربوہ میں بھی مختلف خدمات بجالاتے رہے۔ سلسلہ کا درد رکھنے والے باوفا، غیرت مند اور خلافت کے فدائی وجود تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت میں باقاعدہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بڑے شوق سے مطالعہ کرتے تھے۔ آپ کبڈی اور رسہ کشی کے بہترین کھلاڑی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے تین بیٹے مربی سلسلہ ہیں جن میں سے مکرم مظفر احمد صاحب خالد ملتان میں، مکرم طارق احمد رشید صاحب فجی میں اور مکرم ناصر احمد محمود طاہر صاحب بینن میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(2) مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام نبی صاحب۔ ندیم آباد ڈسکہ۔ حال ربوہ)

مرحومہ 5؍جنوری 2011ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے ندیم آباد (ڈسکہ) میں لجنہ اماء اللہ کی جنرل سیکرٹری اور صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار اور چندوں میں باقاعدہ، انتہائی مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ آپ کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے علاوہ دیگر احمدی اور غیر احمدی بچوں کو بھی قرآن مجید پڑھانے کا موقعہ ملا۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ضیاء الرحمان طیب صاحب مربی سلسلہ ریجن لیو (برکینا فاسو) کی والدہ تھیں۔

(3) مکرم چوہدری عطا محمد صاحب۔ (ریٹائرڈ ٹیچر۔ کھاریاں کینٹ)

مرحوم 31؍دسمبر 2010ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے 1958 سے 1974 تک دارالذکر لاہور میں جماعت کے مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کے پابند، خدمت دین کے جذبہ سے سرشار، جماعت اور خلافت کے ساتھ بہت ہی اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے نیک فطرت انسان تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم وسیم احمد صاحب شمس مربی سلسلہ آج کل اٹک میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19؍جنوری 2011ء قبل از نماز ظہر و عصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم مرزا سعید احمد صاحب (آف کرائیڈن)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحوم 16؍جنوری 2011ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے نارتھ ایمپٹن جماعت میں 11 سال صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ انتہائی نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے اور اپنے تمام چندہ جات بروقت ادا کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم فرید احمد صاحب (کارکن ایم ٹی اے لندن) کے والد تھے۔

نماز جنازہ غائب: اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم محمد یوسف خان صاحب (آف ٹورانٹو)

مرحوم 8؍دسمبر 2010ء کو وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپکا ابتدائی تعلق گیانا سے تھا۔ 19 سال کی عمر میں مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ کے ذریعہ احمدیت قبول کی اور تمام زندگی جماعت سے گہرا تعلق رکھا۔ 1970ء میں کینیڈا چلے گئے اور جماعت احمدیہ کینیڈا میں نیشنل اور لوکل سطح پر مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مالی قربانی میں بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ آپ کو مسجد بشارت سپین کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر جماعت کینیڈا کی نمائندگی کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

(2) مکرم عبدالسمیع نون صاحب ایڈووکیٹ (آف سرگودھا)

8؍جنوری 2011ء کو وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت حافظ میاں عبدالعزیز صاحب نون صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ نے ممبر قضاء بورڈ اور وقتاً فوقتاً قائمقام امیر ضلع سرگودھا کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہایت اخلاص و وفا کا تعلق رکھتے تھے۔ مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور تحریک جدید کے صف اول کے مجاہدین میں شامل تھے۔ انتہائی بہادر اور احمدیت کے لئے غیرت رکھنے والے نیک انسان تھے۔ 1965ء میں سخت مخالفت کے باوجود اپنے گاؤں ہلال پور میں مسجد تعمیر کروانے کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ عتیقہ اے شاہ صاحبہ (آف یو ایس اے)

مرحومہ 30؍دسمبر 2010ء کو راچیسٹر (نیویارک) میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے ایک رؤیا کی بناء پر 2005ء میں 65 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی۔ نہایت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ آپ مکرم ضیاء حسین شاہ صاحب (ایڈیٹر الاسلام۔ ای گزٹ) کی والدہ تھیں۔

(4) مکرم سید مبشرات احمد صاحب (ابن مکرم ڈاکٹر سید شفیع احمد صاحب محقق دہلوی) کینیڈا۔

مرحوم 14؍جنوری 2011ء کو کینیڈا میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ چھوٹی عمر میں نظام وصیت میں شمولیت کی سعادت پائی۔ اسی طرح چھوٹی عمر میں ہی آپ نے اپنی والدہ کے ساتھ تحریک پاکستان میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ فرقان فورس میں بھی خدمت کا موقع ملا۔ آپ بڑے نڈر اور کامیاب داعی الی اللہ تھے۔ 1953ء کے فسادات میں جب لاہور کے تمام پریسوں نے الفضل شائع کرنے سے انکار کر دیا تھا تو آپ اپنی والدہ کے دستکاری پریس میں رات کے وقت اپنی نگرانی میں الفضل تیار کروایا کرتے تھے۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے اور ہر مالی تحریک میں دل کھول کر چندہ پیش کرتے۔ آپ کو قرآن کریم سے بڑی محبت تھی اور روزانہ صبح باقاعدگی سے اس کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں جو جرمنی میں مقیم ہیں۔

نماز جنازہ حاضر : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5؍فروری 2011ء۔ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں دو جنازہ حاضر پڑھائے۔

(1) مکرم عبدالمنان قریشی صاحب (ابن مکرم سیٹھ عبدالرحمان قریشی صاحب آف نیروبی)

یکم فروری 2011ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کینیا جماعت کے نہایت مخلص، فعال اور دیرینہ خادم تھے۔ انہیں وہاں احمدیت کا پیغام پہنچانے اور مساجد کی تعمیر میں نمایاں خدمت کا موقعہ ملا۔ آپ نے بطور سیکرٹری امور عامہ اور سیکرٹری جائیداد لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے پناہ عشق تھا۔ واقفین سلسلہ سے ہمیشہ محبت و احترام کے ساتھ پیش آتے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے بیٹے مکرم طارق منصور قریشی صاحب کینیا جماعت کے انٹرنل آڈیٹر کے طور پر خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(2) مکرم محمد ادریس خان صاحب (ابن مکرم قاری محمد یٰسین صاحب۔ جلنگھم)

3؍فروری 2011ء کو لمبی بیماری کے بعد برین ہیمبرج سے 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ 1969ء میں افریقہ سے جلنگھم آئے اور قائد خدام الاحمدیہ اور زعیم انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم باوفا اور مخلص انسان تھے۔ آپ پرجوش داعی الی اللہ بھی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر زاہد خان صاحب (صدر قضاء بورڈ یوکے) کے بڑے بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب: اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم مولانا عبدالقدیر شاہد صاحب (ابن مکرم مولا بخش صاحب)۔ کینیڈا۔

11؍جولائی 2010ء کو بقضائے الٰہی جرمنی میں وفات پاگئے جہاں آپ جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ 1944ء میں زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے۔ جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد غانا اور سیرالیون میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو فرقان فورس میں بھی خدمت کا موقع ملا۔ 1964ء میں ربوہ آکر آباد ہوئے۔ 1990ء میں آپ کینیڈا چلے گئے اور وہاں کچھ عرصہ سیکرٹری تربیت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔

(2) مکرم وسیم احمد جسوال صاحب (ابن مکرم حبیب اللہ جسوال صاحب۔ لندن)

19؍جنوری 2011ء کو ساؤتھ افریقہ کے شہر Johannesburg میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں ایم ٹی اے کے اجراء میں بڑی نمایاں خدمتوں کی توفیق پائی۔ مرحوم باوفا اور سلسلہ کا درد رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ تبلیغ کا بھی بڑا شوق تھا۔

(3) مکرم چوہدری فضل الٰہی صاحب (آف سرگودھا)

16؍جنوری 2011ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؓ پوسٹ ماسٹر کے بیٹے تھے۔ ایئرفورس سے بطور سکوارڈن لیڈر ریٹائرمنٹ کے بعد صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بحیثیت نائب ناظر امور عامہ خدمت کی توفیق پائی اور سرگودھا میں بطور سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی کام کرنے کا موقعہ ملا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب (نائب وکیل المال ثانی ربوہ) کے بہنوئی اور مکرم طاہر احمد صاحب (مربی سلسلہ جرمنی) کے ماموں تھے۔

(4) مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ (بنت مکرم محمد دین صاحب آف جہلم)

25؍جنوری 2011ء کو 82 سال کی عمر میں ہنوور (جرمنی) میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کی والدہ اور نانی دونوں صحابیہ تھیں۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم کی عاشق اور خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مالی قربانی میں بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ 1953ء اور 1974ء کے ناسازگار جماعتی حالات میں بڑی بہادری کے ساتھ مخالفین کا مقابلہ کرتی رہیں۔ آپ نے اولاد کی بہترین رنگ میں تربیت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کی میت بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے ربوہ لے جائی گئی۔

(5) مکرمہ سردار بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم احمد دین صاحب جمیل۔ امریکہ)

20 جنوری 2011ء کو 96 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ متقی، مخلص، دعا گو، خدا ترس، غریبوں کی ہمدرد اور نافع الناس خاتون تھیں۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ والہانہ لگاؤ تھا۔ قرآن کریم سے بے حد محبت تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کا بھی بہت شوق تھا۔ میاں کی وفات کے بعد آپ نے حالات کا بڑے صبر و استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا اور اولاد کی اچھی تربیت کی۔ دارالبرکات ربوہ میں صدر لجنہ کی حیثیت سے لمبا عرصہ خدمت کا موقعہ بھی ملا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ حاضر: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10 فروری 2011ء قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری حمید اللہ ورک صاحب مرحوم آف بیداد پور ورکاں ضلع شیخوپورہ)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحومہ اپنے بیٹے کے پاس UK آئی ہوئی تھیں کہ مختصر علالت کے بعد 5 فروری 2011ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب: اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ ثریا بانو صاحبہ (اہلیہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر۔ ناظر بیت المال آمد قادیان)

7 فروری 2011ء کو امرتسر میں 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نصرت گرلز سکول میں بطور استانی لمبا عرصہ خدمت بجالاتی رہیں۔ چار سال قبل ریٹائر ہوئی تھیں۔ بھدرواہ کشمیر کے پرانے مخلص خاندان سے تعلق تھا۔ اپنے شوہر کے ساتھ 42 سال کا لمبا عرصہ نہایت خوش اسلوبی سے گزارا۔ بڑی خوش اخلاق، ملنسار اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ مختاراں بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری حسن محمد صاحب مرحوم۔ دارالعلوم شرقی ربوہ)

2 جنوری 2011ء کو ربوہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نیک، مخلص، صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ چندوں میں ہمیشہ باقاعدہ رہیں۔ خلافت سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔ آپ کے پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چھ بیٹے ہیں۔ آپ کا ایک پوتا عزیزم نبیل احمد طاہر جامعہ احمدیہ یوکے میں زیر تعلیم ہے۔

(3) مکرمہ سرداراں بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم منظور احمد صاحب۔ کارکن وکالت تبشیر ربوہ)

31 جنوری 2011ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ بہت نیک اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ ہر دکھ اور مشکل کی گھڑی کو انتہائی صبر اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کیا۔ چندہ جات اور صدقہ و خیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتی تھیں۔ بچوں کی بہت اچھی تعلیم و تربیت کی توفیق پائی۔ بڑھاپے کے باوجود دعوت الی اللہ کی خاطر ربوہ کے گردونواح کے مختلف دوروں میں سیکرٹری دعوت الی اللہ کا بھرپور ساتھ دیتی رہیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم محمد یامین صاحب (مکرم محمد یاسین صاحب آف ڈھاکہ۔ آکسفورڈ۔ یوکے)

21 جنوری 2011ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کی مالی قربانیاں قابل قدر ہیں۔ مساجد کی تعمیر اور قرآن کریم کے تراجم کے لئے دل کھول کر چندہ پیش کیا کرتے تھے۔ اسی طرح غریبوں اور ضرورت مندوں کا بھی خیال رکھتے اور بلا امتیاز ان کی مدد کرتے تھے۔ ابتدائی دور میں جب جماعت میں پرنٹنگ کی سہولت موجود نہیں تھی تو یہ جماعت کو کتابیں پرنٹ کروا کر دیتے رہے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

M/S ALLIA EARTH MOVERS

AEM

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

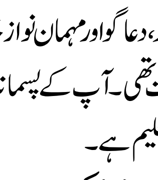

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

ملکی رپورٹیں

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کرناٹک: ۱۶ فروری ۲۰۱۱ء کو بعد نماز مغرب جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد زیر صدارت محترم مادر صاحب ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد خاکسار نے سیرت حضرت محمد مصطفی ﷺ پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (جعفر احمد معلم سلسلہ گولگیرہ۔ کرناٹک)

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

بھاگلپور (بہار): ۳/اپریل ۲۰۱۱ کو بعد نماز ظہر وعصر احمدیہ مسجد برہ پورہ میں زیر صدارت محمد عبد الباقی صاحب جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا جس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا نظم کے بعد سید ابو قاسم صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر پر خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی روشنی میں دعاوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر روشنی ڈالی۔ صدارتی خطاب و دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔ (سید آفاق احمد معلم اصلاح وارشاد برہ پورہ بھاگل پور)

کاماریڈی (آندھرا): مورخہ ۲۳ مارچ کو کاماریڈی کے محترم غلام احمد صاحب صدر جماعت کاماریڈی کے مکان پر جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر تقاریر ہوئیں۔ اسی طرح نظام آباد کی جماعت سرم پلی۔ عادم آباد وغیرہ میں بھی جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت کو اپنانے کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔

(ایچ ناصر الدین مبلغ سلسلہ نظام آباد)

چک ایمرچھ (کشمیر) 23 مارچ 2011 بعد نماز مغرب جامعہ مسجد احمدیہ چک ایمرچھ (خانپور) میں مکرم قریشی مظفر احمد صاحب سیکرٹری مال چک ایمرچھ کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کیا گیا۔ جس میں تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد ہارون رشید صاحب اور مکرم بلال احمد لون صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقاریر کیں۔ بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔

(صدر جماعت احمدیہ چک ایمرچھ)

سرینگر ۲۳ مارچ: فیض آباد کالونی میں بعد نماز مغرب محترم ڈاکٹر ممتاز لون صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد کیا گیا جس میں محترم نثین الدین صاحب وانی نے ۲۳ مارچ کے دن کی اہمیت بیان کی۔ آخر میں دُعا اور صدارتی خطاب کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (الطاف حسین نائک نائب مبلغ فیض آباد)

تربیتی جلسہ خدام الاحمدیہ

گوداوری: ۱۵/اپریل ۲۰۱۱ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ مکرم نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ ساؤتھ انڈیا کی زیر صدارت تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد عہد خدام الاحمدیہ دہرایا گیا مکرم نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ ساؤتھ انڈیا نے اپنی تقریر میں دینی و دنیاوی تعلیم کو سیکھنے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے شیریں نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔ (محمد جاوید کے پی۔ معلم سلسلہ کوتھ پلی گوداوری زون آندھرا)

خون ڈانگا بنگال میں تربیتی جلسہ

مورخہ ۶ فروری ۲۰۱۱ء بروز اتوار سرکل ہذا میں بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ کے ساتھ ساتھ ایک تبلیغی و تربیتی جلسہ کا انعقاد کیا گیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ نہایت کامیاب و کامران ہوا۔ جلسہ سے قبل لیڈروں و بزرگوں سے ملاقات کی گئی اور ان کو دعوت الی اللہ دی گئی۔ جلسہ کی کاروائی دو بجے دوپہر تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی جو مکرم حافظ ربیع السلام صاحب معلم نے کی۔ اس کے بعد نظم و تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس موقع پر حضور انور کا براہ راست خطاب سننے اور دیکھنے کا انتظام بھی تھا۔ جلسہ میں ۲۰۷ افراد شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی میں برکت ڈالے۔ (قاضی طارق احمد شاہد مبلغ سلسلہ)

جلسہ پیشوایان مذاہب یو پی

ساندھن (یوپی) ۶ مارچ ساندھن میں ایک روزہ جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد کیا گیا جس میں مرکز سے علماء کرام مکرم سفیر احمد شمیم صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد و مکرم صغیر احمد طاہر صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ شامل ہوئے۔ پروگرام صبح دس بجے مکرم سفیر احمد شمیم صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ اس اجلاس میں پہلی تقریر مکرم مولانا سعادت اللہ صاحب سرکل انچارج آگرہ نے بعنوان موعود اقوام عالم کی۔ اسی طرح مکرم عزیز احمد ناصر صاحب، مکرم مقصود بھٹی صاحب مبلغ انچارج یوپی مکرم ٹھاکر سورج پال صاحب M.L.A نے بھی تقریریں کیں آخری تقریر خاکسار نے بعنوان تربیت اولاد اور والدین کی ذمہ داریاں پر کی۔ اس پروگرام کی وسیع کوریج میڈیا اور اخبارات نے کی۔ اور مختلف چینلز نے اس پروگرام کی جھلکیاں دکھائیں۔ مہمانوں کے طعام و قیام کا جماعتی انتظام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے عظیم الشان نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

(قیام الدین برق مبلغ سلسلہ آگرہ)

مجلس انصاراللہ قادیان کی ڈائری

موٹر سائیکل ٹور: قادیان مورخہ ۱۸فروری ۲۰۱۱ء مجلس انصاراللہ قادیان کا ۱۹۶ افراد پر مشتمل وفد یوم مصلح موعود کے سلسلہ میں ہوشیار پور کے لئے صبح ۹ بجے روانہ ہوا۔ جہاں جملہ احباب کو غلبہء اسلام کیلئے خصوصی دعاؤں کی توفیق ملی۔ دعا کے بعد شام ۳ بجے ۳۸ موٹر سائیکلوں اور ۳ گاڑیوں پر مشتمل قافلہ قادیان کیلئے واپس روانہ ہوا۔ راستہ میں سیکورٹی کا اچھا انتظام تھا۔ الحمدللہ۔ مقامی اخبارات نے اس خبر کو فوٹو کے ساتھ شائع کیا۔

میڈیکل کیمپ: مؤرخہ ۳مارچ ۲۰۱۱ء کو ضلع ہوشیار پور سے بٹالہ تک پیدل جانے والے ہزاروں سکھ عقیدت مندوں کیلئے مجلس انصاراللہ قادیان کی طرف سے مفت میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ اس میں ۸۲۴ مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں اور مرہم پٹی کی گئی الحمدللہ۔ مقامی اخبارات نے اس خبر کو فوٹو کے ساتھ شائع کیا۔

مشترکہ وقارعمل: یکم اپریل ۲۰۱۱ء بروز جمعۃ المبارک صبح ۷ بہشتی مقبرہ قادیان میں مجلس انصاراللہ قادیان کے جملہ چھ حلقہ جات کا مشترکہ وقارعمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے نیز ہمارے ایمان اور اخلاص میں برکت عطا فرمائے۔ وقارعمل کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر محترم مولوی جلال الدین صاحب نیئر ناظر بیت المال آمد نے اجتماعی دعا کروائی۔

تربیتی جلسہ: مورخہ ۱۰اپریل ۲۰۱۱ء بعد نماز مغرب وعشاء مسجد مبارک قادیان میں مجلس انصاراللہ قادیان کے جملہ حلقہ جات کا ایک مشترکہ تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی صدارت محترم مولوی عبد المؤمن صاحب راشد نائب صدر مجلس انصاراللہ بھارت نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مولانا برہان احمد صاحب ظفر ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد نے بعنوان تعلیم القران و وقف عارضی کی اہمیت وافادیت پر تقریر فرمائی۔ آخر پر محترم مولوی عبد المؤمن صاحب نے صدارتی خطاب کے بعد اجتماعی دُعا کروائی۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔ (محمد لقمان دہلوی۔ منتظم اشاعت مجلس انصاراللہ قادیان)

دارالصناعت قادیان میں طلباء کو تقسیم سندات

مورخہ 30.4.11 بروز ہفتہ کو بعد نماز عصر دارالصناعت قادیان میں دارالصناعت کے سینئر بچوں کو محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے سندات تقسیم کیں۔ پروگرام کی ابتداء میں زیر ٹریننگ دو بچوں نے قرآن مجید کی تلاوت اور نظم سے پروگرام کی شروعات کی۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب دارالصناعت انتظامیہ نے پروگریس رپورٹ پیش کی جس میں صدر صاحب دارالصناعت نے بتایا کہ ۱۹۳۴ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے پارٹیشن سے قبل قادیان میں پہلا دارالصناعت انسٹی ٹیوٹ قائم فرمایا تھا ۱۹۴۷ء کے بعد دوبارہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی خاص رہنمائی اور منظوری سے دارالصناعت قادیان کو دوبارہ قائم کرنے کی غرض سے کوٹھی دارالسلام کی بلڈنگ کا کام شروع کیا گیا اور باقاعدہ ۲۳ مارچ ۲۰۱۰ء سے یہاں پر کلاسز شروع کردی گئیں تھی اور اب ایک سال مکمل ہونے پر کورس مکمل کرنے والے طلباء کو سندات دئی جارہی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو حضور انور کی منشاء کے مطابق چلانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (پرنسپل دارالصناعت قادیان)

تربیتی کیمپ سرکل مظفر پور

مورخہ ۱۱ تا ۱۳فروری بمقام چندپورہ میں تین روزہ تربیتی کیمپ لگایا گیا جس میں چندر پورا۔ بھگوانپور۔ بشن پورا۔ پورول پور۔ کٹڑاپاٹ وغیرہ جماعتوں سے افراد نے شمولیت اختیار کی۔ اسی طرح مورخہ ۱۳فروری کو ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں ۲۰۰ افراد شریک ہوئے جلسہ میں صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر تقاریر ہوئیں۔ (سید شکر اللہ مبلغ سلسلہ)

تامل ناڈو نارتھ زون میں مسجد کا سنگ بنیاد اور یک روزہ کانفرنس

تامل ناڈو: مورخہ ۲۶فروری کو کوئمبٹور کے سلور میں حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں محترم ناظر اعلیٰ صاحب نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اسی طرح مورخہ ۲۷فروری کو تامل ناڈو کی یک روزہ زونل کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت محترم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان نے فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد محترم ناظر اعلیٰ صاحب نے صدارتی خطاب فرمایا۔ اس کانفرنس میں کئی سرکاری اور غیرسرکاری عہدیداران نے شمولیت کی اور مبارک باددی۔ کانفرنس میں تین کتب ''اربعین'' ''اختتامی خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی''۔ ''احمدیت نے دنیا کو کیا دیا'' کے تمل ترجمہ کا اجراء کیا گیا۔ کانفرنس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ وسیع پیانے پر میڈیا نے اس کی کوریج کی۔ ناظر اعلیٰ صاحب قادیان کے افتتاحی خطاب کے بعد کانفرنس کا اختتام ہوا۔

(ایم بشارت احمد زونل امیر تمل ناڈو)

بنگلور: ۶فروری۔ احمدیہ مسجد بنگلور میں جلسہ بعنوان مخالفین احمدیت کا عبرتناک انجام منعقد ہوا۔ جس میں مخالفین احمدیت کے عبرتناک انجام کے بارے میں روشنی ڈالی گئی۔ اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور کے ذریعہ ایک تربیتی جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس میں خدام کو فعال بنانے اور جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توجہ دلائی گئی۔ (طاہر احمد۔ نائب مبلغ سلسلہ بنگلور)

شیموگہ: مورخہ ۹دسمبر ۲۰۱۱ کو جماعت احمدیہ شیموگہ میں بعد نماز عصر ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا جس کی صدارت صدر جماعت احمدیہ شیموگہ نے کی۔ تلاوت، نظم کے بعد تربیتی موضوعات پر تقاریر ہوئیں جن کا سامعین پر خوشکن اثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت ڈالے۔

(ایم بشیر احمد سیکرٹری اصلاح وارشاد، شیموگہ)

جلسہ سالانہ کیرنگ وتربیتی دورہ اُڑیسہ

مورخہ ۲۳مارچ کو قادیان سے وفد روانہ ہوکر ۲۵مارچ کو اڑیسہ پہنچا۔ اس وفد میں مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوۃ الی اللہ۔ خاکسار عنایت اللہ منڈاشی صاحب اور مکرم مولوی عطاء اللہ نصرت صاحب مربی سلسلہ شامل تھے۔ مورخہ ۲۶ و ۲۷مارچ کو جلسہ سالانہ کیرنگ منعقد کیا گیا دونوں روز نماز تہجد باجماعت ادا ہوئی۔ جلسہ سالانہ کیرنگ کی چار نشستیں ہوئیں مورخہ ۲۶مارچ کی پہلی نشست محترم امیر صاحب زون کٹک کی صدارت میں شروع ہوئی۔ اس میں دیگر علماء کی تقاریر کے علاوہ مولانا ظہیر احمد خادم صاحب ناظر دعوت الی اللہ کی تقریر بھی ہوئی۔ دوسری نشست محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کیرنگ کی صدارت میں ہوئی۔ اس نشست میں دیگر علماء کرام کے علاوہ خاکسار عنایت اللہ منڈاشی کی تقریر ہوئی۔

۲۷مارچ کی پہلی نشست جلسہ پیشوایان مذاہب کے طور پر رکھی گئی جو زیر صدارت محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ ہوئی۔ اس نشست میں دیگر مذاہب کے علماء نے بھی شرکت کی اور تقاریر کیں۔ اس نشست میں دیگر تقاریر کے علاوہ ایک تعارفی تقریر بزبان اُڑیہ مکرم مولوی شمس الحق خان صاحب معلم سلسلہ ہوئی۔ آخری نشست زیر صدارت مولانا عنایت اللہ منڈاشی صاحب ہوئی۔ اس نشست میں بعض اعلیٰ حکام اور مذہبی لیڈروں نے شرکت کی۔ اسی طرح مورخہ ۲۸ کو بھدرک کی مسجد کے کھلے صحن میں جلسہ منعقد ہوا جو زیر صدارت محترم زونل امیر صاحب بھدرک منعقد ہوا۔

مورخہ ۲۹مارچ کو جماعت احمدیہ سورو میں جلسہ پیشگوایان مذاہب زیر صدارت محترم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب ناظر دعوت الی اللہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں ہندو عیسائی مذہب کے علماء نے شرکت کی اور تقاریر کیں۔ الحمد للہ بہت اچھے اور کامیاب پروگرام ہوئے۔ مورخہ ۳۰مارچ کو جماعت احمدیہ کرڈاپلی میں تربیتی جلسہ اور مورخہ ۳۱مارچ کو جماعت احمدیہ پنکال کا پہلا جلسہ سالانہ نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔

مورخہ ۲اپریل کو مسجد احمدیہ بھونیشور میں محترم امیر صاحب بھونیشور کی صدارت میں تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس دورہ کو نتیجہ خیز بنائے آمین۔ (عنایت اللہ منڈاشی۔ نائب ناظر اصلاح ارشاد قادیان)

پنیالہ ہماچل میں جماعت احمدیہ مسلمہ کے نمائندہ کی تقریر وفری میڈیکل کیمپ

پنیالہ :13اپریل ہماچل میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک وفد شری شوشکتی تپوبھومی پنیالہ کی طرف سے منعقدہ کانفرنس میں شامل ہوا۔ اس میں محترم نائب ناظر اصلاح وارشاد نے جماعت احمدیہ مسلمہ کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے اپنی تقریر میں حقوق اللہ اور حقوق العباد پر مبنی اسلامی تعلیمات کا ذکر فرمایا اور اس کے ساتھ ہی امن وپیار کے تعلق سے اسلامی تعلیم بیان کی۔ اس پروگرام میں ہماچل ہریانہ نیپال اُترانچل سے کثیر تعداد میں لوگ شامل ہوئے۔ اُترانچل کے ڈپٹی دائیریکٹر ہیلتھ ڈپارٹمنٹ محترم ارون سنہا بھی شامل ہوئے۔ اس کانفرنس میں جماعت کو ایک روزہ فری میڈیکل کیمپ لگانے کا موقع بھی ملا۔ جس میں تقریباً 89 مریضوں کو چیک کرنے کا موقع ملا۔ اور مفت ادویات تقسیم کی گئیں۔ آخر میں دعا ہے کہ خدا تعالی ہماری حقیر مساعی میں اپنے فضل سے برکت ڈالے اور اس کے مثبت نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین (نذیر احمد مشتاق مبلغ انچارج ہماچل)

13واں نیشنل بک فیئر جالندھر

مورخہ ۲ تا ۱۰اپریل کو جالندھر شہر میں منعقد ہونے والے 13ویں نیشنل بک فیئر میں جماعت احمدیہ کو پہلی بار نمائندگی کا موقع ملا۔ جماعت کے بک اسٹال پر بڑی تعداد میں لوگ تشریف لائے۔ اور ان تک پیغام حق پہنچایا گیا۔ کثیر تعداد میں جماعتی کتب لوگوں نے خریدیں، جس میں قرآن کریم کے پنجابی، ہندی، بنگالی اور انگریزی تراجم خصوصی توجہ کا مرکز رہے۔ مختلف اخبارات نے ہمارے اسٹال کی کوریج کی۔ اللہ تعالیٰ اس بک فیئر کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ (شیخ محمد علی مبلغ سلسلہ دعوت الی اللہ)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ گوداوری

گوداوری ۳۰جنوری خدام الاحمدیہ گوداوری کا پہلا سالانہ اجتماع نماز تہجد کے ساتھ شروع ہوا جس میں خدام اور اطفال کے علمی وورزشی مقابلہ جات منعقد کئے گئے اس موقعہ پر دو نوجوانوں نے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ اختتامی تقریب میں مقابلہ جات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

(محبوب علی زونل قائد گوداوری، آندھرا)

معاصرین کی آراء:

انسان تو آزاد پیدا ہوا تھا مگر آج ہر طرف وہ ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔

ہربھجن سنگھ لیکچرار

روزنامہ سپوکسمین پنجابی چنڈی گڑھ اپنی ۲۰ اپریل ۲۰۱۱ کی اشاعت میں صفحہ ۶ پر لکھتا ہے:۔

''مذہب کا خدائی روپ جب جلوہ دکھاتا ہے تو وہ بھائی کنہیا کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ جب جنونیوں کی طرف سے اس کا وشال روپ پیش کیا جاتا ہے تو وہ جلاد کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ طالبان کی شکل میں اب اس کی نئی شکل سامنے آئی ہے۔ جس سے رب بھی شکل بھی ڈرتی ہے۔ چند ایک کو چھوڑ کر مذہب نے بہت کم رب کی شکل دکھائی ہے۔ اس لئے دنیا میں آستکوں (خدا تعالیٰ پر یقین رکھنے والے) سے زیادہ ناستکوں کی تعداد زیادہ ہے۔ فیصلہ لوگوں نے کرنا ہے کہ انہوں نے رب یا خدا کا کون سا روپ ظاہر کرنا ہے۔ مذہب دھرم ابتداء سے سماج کو چلانے والا اور زندگی گزارنے کیلئے قانون بنانے والا مانا گیا ہے۔ جو کوئی بھی اس کی مخالفت کرتا ہے اُس کو ناستک سمجھ لیا جاتا ہے۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اس نے کیا کہا ہے اور کسی مرکزی نقطہ سے مخالفت کیوں کرتا ہے۔

پجاریوں نے مذہب کو سامنے رکھ کر (صحیح غلط) شرع بنائی ہے۔ شرع سے مطلب میرا اسلامی شرع ہی نہیں۔ سارے مذہبوں نے شرع بنائی ہے۔ اگر کوئی آدمی تھوڑی سی غلطی بھی کرے تو اُس کا مذہب خطرے میں آجاتا ہے۔ اس طرح کا رام رولا پاکستان میں توہین رسالت کو سامنے رکھ کر ڈالا جا رہا ہے۔ اس بارے میں پاکستانی پنجاب کے گورنر کا قتل اُس کے محافظی دستہ نے کیا کیونکہ گورنر توہین رسالت قانون کا مخالف تھا۔ پاکستانی عوام نے گورنر کے قتل کو بڑے گھٹیا طریق سے لیا۔ ملزم کو جب جج کے سامنے پیش کیا گیا تو اس سے پہلے اُسے پھولوں کے ہار ڈالے گئے، وکیلوں نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی، خوشی میں گورنر کے جنازے کا فاتحہ پڑھنے والوں کو ۵۰۰ ملاؤں نے دھمکیاں دیں۔ جنہوں نے فاتحہ پڑھا وہ چھپتے پھرتے ہیں۔ گورنر زرداری کا خاص آدمی تھا مگر وہ اور کوئی اعلیٰ سیاست دان بھی پھر اُس کے جنازے میں شامل نہ ہوا۔ کسی سیاست دان نے اس قتل کی مذمت نہ کی۔

مذہبی کٹر وادی شکل میں سامنے آیا ہے۔ کس طرح قاتل کو ہیرو کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ مستقبل میں اور نوجوانوں کو بھی اس راستے میں چلنے کی طرف ترغیب دے گی۔ مسلم علماء بزرگ اور دیگر کہتے ہیں کہ بندے کی معافی دنیا اسلام کا خاص کردار ہے۔ مگر یہ بات آج تک دیکھنے میں کبھی نہیں آئی۔

مذہب بڑی اعلیٰ چیز ہے یہ آدمی کو امن، پیار انسانی ہمدردی صبر، ذہنی سکون بخشتا ہے یہ باتیں جنونیوں میں نہیں ہوتیں۔ اُنہیں ظلم کر کے مزہ ملتا ہے۔ اگر کوئی مذہب یہ چیزیں اپنے ماننے والوں کو نہیں دیتا تو وہ مذہب مارکس کے قول کے مطابق ''افیم'' ہے جو متبعین کو غلط راستے پر چلاتی ہے۔ بھوک ملاؤں کو بھی لگتی ہے وہ آپ تو عیش کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں مگر چاہتے ہیں کہ غریبوں کے بچے AK-47 پکڑ لیں۔ سرکار اور لوگوں کو ڈرائیں۔ بم دھماکے کریں۔ بے قصوروں کا قتل کریں۔ سڑک، پل، اسکول، پولیس اسٹیشن تباہ کریں۔ ایسی سوچ کے ساتھ کوئی بھی ملک ترقی نہیں کر سکتا''۔

تحریک جدید کی دوسری ششماہی

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ وعدہ جات چندہ تحریک جدید کا سال یکم نومبر سے شروع ہو کر ۳۱ اکتوبر کو اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ۳۰ اپریل کو جاریہ سال کے چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ اور صدفی صد وصولی کے ٹارگیٹ کو پورا کرنے کیلئے اب صرف چھ ماہ ہی باقی بچے ہیں۔ امراء وصدران کرام، سرکل انچارج صاحبان اور سیکرٹریان تحریک جدید کی خدمت میں ان کے زون سرکل کی جماعتوں کے بقایا سابقہ اور وعدہ سال رواں کے بالمقابل ۳۰ اپریل تک ہونے والی وصولی کی پوزیشن بذریعہ ڈاک بھجوائی جا رہی ہے واضح رہے کہ چندہ کی جلد تر ادائیگی کے نتیجہ میں جہاں سلسلہ کو روزمرہ کے ضروری اخراجات میں سہولت ہوتی ہے وہاں خود چندہ ادا کرنے والے کو بھی نیکی میں سبقت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اسی لئے بانی تحریک جدید حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے ہر چندہ دہندہ کو اس بات کا مکلّف کیا ہے کہ:۔ ''احباب کو کوشش کرنی چاہئے کہ جلد تحریک جدید کا چندہ ادا ہو۔ ایک دن کا ثواب بھی معمولی نہیں کہ اس کو چھوڑ دیا جائے''۔ (خطاب از مجلس مشاورت فرمودہ ۱۲ فروری ۱۹۳۶)

نیز فرمایا: ''اس تمہید کے بعد تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں اور تحریک کرتا ہوں کہ دوست زیادہ سے زیادہ اس میں چندہ لکھوائیں اور پھر اسے جلد ادا کرنے کی کوشش کریں'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۶ء) واضح رہے کہ تحریک جدید کے بیشتر اخراجات کا تعلق چونکہ اکناف عالم میں تبلیغ واشاعت دین سے ہے اس لئے حضورؓ نے سیکرٹریان مال کو بھی یہ تاکیدی ہدایت فرمائی ہے کہ:۔ ''چونکہ تحریک جدید کو اپنے کاموں کے لئے فوراً روپیہ کی ضرورت ہے سیکرٹریوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ روپیہ جمع نہ رکھیں بلکہ ساتھ ساتھ فنانشل سیکرٹری (جو اب وکیل المال کہلاتا ہے) کے نام بھجواتے رہیں'' (کتاب مالی قربانیاں صفحہ ۳۴)

جملہ امراء وصدران کرام، سرکل انچارج صاحبان اور سیکرٹریان تحریک جدید سے درخواست ہے کہ مخلصین جماعت سے ان کے وعدوں کی صدفی صد وصولی کے سلسلہ میں ابھی سے موثر اور پر زور کوششیں شروع کر دیں تا ان کی جماعت صدفی صد ادائیگی کرنے والی خوش نصیب جماعتوں کی فہرست میں شامل ہو کر پیارے آقا کی مقبول دعاؤں سے وافر حصہ پانے کی سعادت حاصل کر سکے۔ وباللہ التوفیق۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو بارآور کرے اور تمام مخلصین جماعت کو اپنے بے پایاں فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کا وارث بنائے۔ آمین۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

حسنہ کی تحریک کی ہے۔ شفاعت کے مسئلہ کے فلسفہ کو نہ سمجھ کر احمقوں نے اعتراض کیا ہے اور شفاعت اور کفارہ کو ایک قرار دیا حالانکہ یہ ایک نہیں ہو سکتے ہیں کفارہ اعمال حسنہ سے مستغنی کرتا ہے اور شفاعت اعمال حسنہ کی تحریک۔ جو چیز اپنے اندر فلسفہ نہیں رکھتی ہے وہ ہیچ ہے ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اسلامی اصول اور عقائد اور اُس کی ہر تعلیم اپنے اندر ایک فلسفہ رکھتی ہے اور علمی پیرایہ اس کے ساتھ موجود ہے جو دوسرے مذہب کے عقائد میں نہیں ملتا۔

شفاعت اعمال حسنہ کی محرک کس طرح پر ہے؟ اس سوال کا جواب بھی قرآن شریف ہی سے ملتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ وہ کفارہ کا رنگ اپنے اندر نہیں رکھتی جو عیسائی مانتے ہیں کیونکہ اس پر حصر نہیں کیا جس سے کاہلی اور سُستی پیدا ہوتی بلکہ فرمایا اِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں تجھ سے سوال کریں کہ وہ کہاں ہے تو کہہ دے کہ میں قریب ہوں۔ قریب والا تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ دور والا کیا کرے گا؟ اگر آگ لگی ہوئی ہو تو دور والے کو جب تک خبر پہنچے اُس وقت تک تو شاید وہ جل کر خاک سیاہ بھی ہو چکے۔ اس لئے فرمایا کہہ دو میں قریب ہوں۔

پس یہ آیت بھی قبولیت دعا کا ایک راز بتاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت پر ایمان کامل پیدا ہو اور اُسے ہر وقت اپنے قریب یقین کیا جاوے اور ایمان ہو کہ وہ ہر پکار کو سنتا ہے۔ بہت سی دعاؤں کے رد ہونے کا یہی سر ہے کہ دعا کرنے والا اپنی ضعیف الایمانی سے دعا کو مسترد کر لیتا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ دعا کو قبول ہونے کے لائق بنایا جاوے کیونکہ اگر وہ دعا خدا تعالیٰ کی شرائط کے نیچے نہیں ہے تو پھر اس کو خواہ سارے نبی بھی مل کر کریں تو قبول نہ ہوگی اور کوئی فائدہ اور نتیجہ اس پر مرتب نہیں ہو سکے گا۔

اب یہ بات سوچنے کے قابل ہے کہ ایک طرف تو آنحضرت صلعم کو فرمایا صَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ تیری صلوٰۃ سے ان کو ٹھنڈ پڑ جاتی ہے اور جوش وجذبات کی آگ سرد ہو جاتی ہے دوسری طرف فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ کا بھی حکم فرمایا۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے دعا کرنے اور کرانے والے کے تعلقات پھر ان تعلقات سے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں اُن کا بھی پتہ لگتا ہے کیونکہ صرف اسی بات پر منحصر نہیں کر دیا کہ آنحضرتؐ کی شفاعت اور دعا ہی کافی ہے اور خود کچھ نہ کیا جاوے۔ اور نہ یہی فلاح کا باعث ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ کی شفاعت اور دعا کی ضرورت ہی نہ سمجھی جاوے۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۹ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰)

حضور نے خطبے کے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ ذیل اقتباس پیش فرمایا کہ ''تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ''۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں آنحضرت ﷺ سے تعلق کو مضبوط کرنے کی توفیق دے اللہ تعالیٰ اس مسیح و مہدی اور ''نبی اللہ'' کی جماعت سے تعلق کو جوڑے رکھنے کی توفیق دے اور ہم بھی منعم علیہ گروہ میں شامل ہو کر خدا تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بن جائیں۔ (آمین) ☆☆☆

انصار مہدی

(خورشید احمد پربھاکر درویش قادیان)

اے قادیاں دارالامان اُونچا رہے تیرا نشاں
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں

جوبلی میں تیرا جوبن تھا جوانی کا زماں
تیرے نوروں سے ہوئے روشن زمین و آسماں

تیرے کوچوں، ذرّوں پہ سجدات کے اب تک نشاں
زندہ و پائندہ باد سجدہ کناں قدوسیاں

پر نور تھیں راتیں تری اور دن ایام عید تھے
جو گرد تیرے جھومتے وہ عاشقانِ قادیاں

تھی اچانک آگئی وہ داغِ ہجرت کی گھڑی
ایک دم میں ہوگیا آہ! انخلائے قادیاں

تین سو تیرہ تھے وہ درویش تیرے قادیاں
تیری عظمت کے محافظ اے حصارِ قادیاں

سینہ سپر تھے رزم میں اے کارزار قادیاں
تیر وتفنگ چلتے رہے اور بعد ازاں سیف وسناں

بیچ دریا بھنور میں کشتی نوحِ قادیاں تھی
ناخدا چپو نہ تھا اور نہ ہی کوئی بادباں

اِک کرشمہ ہی تو تھا اُن کی دُعاؤں کا اثر
منزل پہ کشتی لے گئے انصارِ مہدی قادیاں

ہے تیرے سینہ میں نہاں شہدا کی لمبی داستاں
شاداب جن کے خون سے ہیں انبیاءؑ کے گلستاں

عہدِ وفا پہ مٹ گئے تاریخ سازِ قادیاں
اُن میں اِک خورشید تھا درویش ہندی قادیاں

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-220757
Tel. : (0091) 1872-221702
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly B A D R Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 19 May 2011 Issue No. 20

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
:65 Canadian Dollar

جو نیک دل ہوں اور اعمال صالحہ بجا لائیں ان کے ساتھ شفاعت ہوتی ہے ۔

پیروں فقیروں اور اولیا کی قبروں پر جانے سے بخشش اور شفاعت کے سامان نہیں ہوتے

شفاعت کے ساتھ اعمال صالحہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ شفاعت حق ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے شفیع ہیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 6 مئی 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیت قرآنی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَایَـُٔوْدُہٗ حِفْظُھُمَا ج وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ٥ (البقرہ:۲۵۶) کی تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: اللہ، اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔ اُسے نہ تو اُونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اُسی کیلئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے۔ اور وہ اُس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ اور وہ بہت بلند شان (اور) بڑی عظمت والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کچھ عرصہ ہوا میں نے اپنے خطبے میں اس حوالے سے بات کی تھی کہ آج کل عموماً مسلمان اپنی توجہ نیکیوں اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی بجائے پیروں فقیروں کے پاس جاتے ہیں یا اُن کی قبروں پر منتیں مانگتے ہیں یا اُن سے اس طرح مانگتے ہیں جس طرح خدا تعالیٰ سے مانگنا چاہئے۔ پاکستان ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت تعلیم کی کمی کی وجہ سے اور نسلاً بعد نسلٍ پیر پرستی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ پیر فقیر اولیاء ہماری فریاد سنتے ہیں بعض شرک میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ قبروں پر سجدہ کرتے ہیں اور بعض عورتیں یہ کہہ دیتی ہیں کہ یہ اولاد ہمیں داتا صاحب نے دی ہے ایسے وقت میں مسلمان جو سب سے بڑے موحد تھے جن کی تعلیم شرک کے برخلاف ہے مگر ان کی یہ حرکتیں اُن کو اسلام کی بجائے مشرکین کے قریب کر رہی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے آنحضرت ؐ کے عاشق صادق کو بھیجا تا کہ اس غلط تعلیم کو روکا جائے ۔ اللہ کے اس فرستادے، زمانے کے حکم و عدل اور آنحضرت ؐ کے عاشق صادق نے ہمیں اس شرک کے گند سے نکالنے کیلئے رہنمائی فرمائی ہے جو عین قرآن مجید کی تعلیم ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم ہوئی ہے جس سے آنحضرت ؐ کی حقیقی تعلیم کا پتہ چلتا ہے جس سے تمام مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دوسرے مذاہب جو دعویٰ چاہیں کریں کہ ہمارے مذہب میں نجات ہے خصوصاً عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ مسیح ہمارے لئے راہ نجات ہے اور اس کے ماننے والے گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں بلکہ عیسائیوں کے سینٹ بھی شفاعت کا ذریعہ بن جاتے ہیں ۔ اس وقت بھی عیسائیوں کی طرف سے سینٹ پال کو مقام شفاعت ملنے اور اس کے معجزات کا ذکر چل رہا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے عیسائیوں کے اس نظریے کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یاد رکھو کہ خدائی کے دعویٰ کی حضرت مسیحؑ پر سراسر تہمت ہے۔ انہوں نے ہرگز ایسا دعویٰ نہیں کیا جو کچھ انہوں نے اپنی نسبت فرمایا ہے وہ الفاظ شفاعت کی حد سے بڑھتے نہیں۔ سو نبیوں کی شفاعت سے کس کو انکار ہے حضرت موسیٰؑ کی شفاعت سے کئی مرتبہ بنی اسرائیل بھڑکتے ہوئے عذاب سے نجات پا گئے اور میں خود اس میں صاحب تجربہ ہوں اور میری جماعت کے اکثر معزز خوب جانتے ہیں کہ میری شفاعت سے بعض مصائب اور امراض کے مبتلا اپنے دکھوں سے رہائی پا گئے۔ اور یہ خبریں ان کو پہلے سے دی گئی تھیں۔'' (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴۳-۴۴)

فرمایا کہ یہ وہ تصویر ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے سامنے پیش کی ہے یاد رہے کہ آنحضرت ؐ کا مقام شفاعت میں سب سے بلند ہے آپ ؐ کی وفات کے بعد بھی آپ کے معجزات جاری ہیں ۔ آپ ؐ کے ماننے والوں میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو صاحب معجزہ ہیں ہم احمدی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ؐ کی پیروی کے نتیجہ میں اپنے معجزات آج بھی دکھا رہا ہے۔ ہم اس بات پر قائم ہیں کہ قرآن اور آنحضرت ؐ کی پیروی سے معجزہ ملتا ہے۔

حضور انور نے شفاعت کا صحیح اسلامی نظریہ پیش کرتے ہوئے آیت الکرسی کی حضرت مسیح موعودؑ نے جو تفسیر پیش کی ہے اور خصوصاً شفاعت کے نظریہ کو واضح کیا حضور انور نے آیت الکرسی کے تعلق میں فرمایا کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا ہے کہ یہ تمام آیات کی سردار ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی صفات کا خوبصورت نقشہ ہے ان کو پڑھنے غور کرنے ان پر عمل کرنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے وہ لوگ جو نیک دل ہوں اور اعمال صالحہ بجا لائیں ان کے ساتھ شفاعت ہوتی ہے لیکن عمل نہ کئے ہوں تو صرف پیروں فقیروں اور اولیا کی قبروں پر جانے سے بخشش اور شفاعت کے سامان نہیں ہوتے۔ عیسائیوں کا ظاہری شرک ہے تو مسلمانوں میں ظاہری اور چھپا دونوں طرح کا شرک ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ شفاعت کے نظریے کو واضح کرتے ہوئے آیت الکرسی کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

'' جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف نے دو نام پیش کئے ہیں اَلْحَیُّ اور الْقَیُّوْم۔ الْحَیُّ کے معنے ہیں خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔ الْقَیُّوْم خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصلی باعث۔ ہر ایک چیز کا ظاہری باطنی قیام اور زندگی انہیں دونوں صفات کے طفیل سے ہے پس حیّ کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہے اور القیوم چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے اس کو اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے۔
(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت میں ابتداء میں یہ بتا دیا ہے کہ اللہ ہی تمہارا معبود ہے اس لئے اُس کی صفات سے فیض پانے کیلئے ظاہری اور باطنی شرک سے بچو۔ پھر اللہ تعالیٰ کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ اُسے نیند نہیں آتی پیر فقیر تھک جاتے ہیں اکثر نمازوں اور عبادت کی طرف دھیان نہیں دیتے ۔ حضور نے بیان فرمایا کہ شفاعت ہوتی ہے مگر ان پیروں فقیروں کے ذریعہ نہیں بلکہ اللہ کے اذن سے ہوتی ہے آج کون ہے جو یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اسلام پر پورا عمل کرنے والے شفاعت کا پورا مقام رکھتے ہیں ۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ؐ کو اذن ہوگا تب آپ ؐ شفاعت کریں گے پھر اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت ؐ کی شفاعت کے حصول کیلئے سجدوں کی کثرت اختیار کرنی چاہئے۔ صرف ایک آدھ نماز پڑھنے سے یا پیروں فقیروں کی قبروں پر جانے سے شفاعت نہ ہوگی بلکہ خالص سجدے کرتے ہوئے۔ خدا تعالیٰ کو قادر سمجھ کر عبادت کرنے سے اُس کے اذن سے شفاعت حاصل ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے کہ رسول خدا کی پیروی اور اتباع کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا پیار حاصل ہوتا ہے۔ اس کا فضل ملتا ہے ۔ اس حکم میں اس طرف اشارہ ہے کہ نجات کیلئے خدا کے بیٹے کی قربانی کی ضرورت نہیں اور ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ نام کا اسلام نہیں بلکہ پیروی رسول کی ضرورت ہے۔ آپ ؐ کی شفاعت سے حق پانا ہے تو آپ ؐ کی سنت پر عمل کرنا ہوگا ۔ اپنے اُوپر قرآن کی حکومت لاگو کرنی ہوگی۔ حضور نے حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ ذیل اقتباس پیش کرتے ہوئے شفاعت کی حقیقت بیان فرمائی۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

'' یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ شفاعت کوئی چیز نہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ شفاعت حق ہے اور اس پر یہ نص صریح ہے وَصَلِّ عَلَیْھِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ۔ (سورۃ التوبہ 103) یہ شفاعت کا فلسفہ ہے یعنی جو گناہوں میں نفسانیت کا جوش ہے وہ ٹھنڈا پڑ جاوے شفاعت کا نتیجہ یہ بتایا ہے کہ گناہ کی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور نفسانی جوشوں اور جذبات میں ایک برودت آ جاتی ہے۔ جس سے گناہوں کا صدور بند ہو کر ان کے بالمقابل نیکیاں شروع ہو جاتی ہیں پس شفاعت کے مسئلہ نے اعمال کو بیکار نہیں کیا بلکہ اعمال

(باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ : کرشن احمد قادیان